نمبر ۵ دارالامان قادیان ۱۰ فروری ۱۹۰۸ء جلد

مرثیہ بر تفرقہ حالت اسلام

می سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشاں حالئی اسلام و قحط المسلمین
دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے او فتاد اندر جہاں از کفر و کیں
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
می تراشد عیبہا در ذات خیر المرسلیں
آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوس و اسیر
ہست در شان امام پاکبازاں نکتہ چیں
تیر بر معصوم می بارد خبیث بد گہر
آسمان را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
پیش چشمان شما اسلام در خاک اوفتاد
چیست عذرے پیش حق اے مجمع المتنعمیں
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں
مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خرم و خنداں نشستہ با بتان نازنیں
عالماں را روز و شب با ہم فساد از جوش نفس
زاہدان غافل سراسر از ضرورتہائے دیں
ہر کسے از بہر نفس دون خود طرفے گرفت
طرف دیں خالی شد و ہر دشمنے جست از کمیں
اے مسلماناں چہ آثار مسلمانی ہمیں است
دین چنیں ابتر شما در جیفۂ دنیا رہیں
کاخ دنیا را چہ استحکام در چشم شما ہست
یا مگر از دل بروں کردید موت اولیں

ہمچو موت آمد قریب اے غافلاں فکرش کنید
دورے تا کے بجویان لطیف و مہ جبیں
نفس خود را بستۂ دنیا مدارید اے عزیز
ورنہ محکم نیابی وقت انفاس پسیں
دل مدہ الا بدلدارے کہ حسنش دائم است
تا سرور دائمی یابی ز خیر المحسنین
آن خردمندے کہ او دیوانۂ راہش بود
ہوشیارے آنکہ مست روئے آں یار حسیں
ہست جام عشق او آب حیات لازوال
ہر کہ نوشید است او ہرگز نمیرد بعد ازیں
اے برادر دل مدہ در دولت دنیائے دوں
زہر خوں ریز است در ہر قطرۂ ایں انگبیں
تا توانی جہد کن از بہر دیں با جان و مال
تا ز رب العرش یابی خلعت صد آفریں
از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں برگزیں
یاد ایامیکہ ایں دیں مرجع ہر کیش بود
عالمے را داو راہ ہدی از رو دید یقیں
بر زمیں گسترد ظل تربیت از نور علم
پائے خود نزد زعزو جاہ بر چرخ بریں
ایں زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول
از سفاہت میکند تکذیب ایں دین متیں
صد ہزاراں اہل ایماں از دیں بیروں بردند رخت
صد ہزاراں جاہلاں گشتند صید الماکریں
بر مسلماناں ہمہ ادبار زیں رہ اوفتاد
کز پئے دیں ہمت شاں نیست با غیرت قریں

گر بجوید عالمے از راہ دین مصطفےٰ
از رہ غیرت نمی جنبند ہم مثل جنیں
فکر ایشاں غرق ہر دم در رہ دنیائے دوں
مال ایشاں غارت اندر راہ نسوان و بنیں
ہر کجا در مجلسے فسق ست ایشاں صدر آں
ہر کجا ہست از معاصی حلقۂ ایشاں نگیں
باخرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدیٰ
نفرت از ارباب دیں یار پرستاں ہمنشیں
رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
چوں ندید اندر دل ایں قوم صدق المخلصیں
آں زمان دولت و اقبال ایشاں در گذشت
شوئے اعمال شاں آمد در ایام چنیں
از رہ دیں بہر ہر وے آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں
یا الٰہی بازکے آید ز نو وقت مدد
باز کے بینیم آں فرخندہ ایام حسیں
ایں روفکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں
الغیاث از روز آذر بر ما آب نصرتہا ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں
الغیاث نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں
چوں مرا بخشیدۂ صدق اندریں سوز و گداز
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی بدیں
کار و بار صادقاں ہرگز نماند نا تمام
صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام

۷ فروری سنہ ۱۹۰۸ء کو بعد نماز جمعہ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمارے محسن و مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب ڈائرکٹر تعلیم الاسلام قادیان کے برادر معظم اور جناب مشیر اعلیٰ ریاست مالیرکوٹلہ کی (جو آپ کسی ضروری کام کے لیے آئے تھے) ملاقات ہوئی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر جو کچھ فرمایا وہ تقریر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

فرمایا

گلستان میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے
کہ کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔
گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لیے اسقدر تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے تدبیر کا اور اسقدر دعا کرے جو حق ہے دعا کا۔ جبتک یہ دونوں اسد رجہ پر نہ ہوں اُسوقت تک انسان تقویٰ کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا اور پورا متقی نہیں بنتا۔ اگر صرف دعا کرتا ہے اور خود کوئی تدبیر نہیں کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان

کی تجارت اور پیداوار کے بارے میں ایک مفصل بیان لکھونگا۔ اور ظاہر کرونگا کہ اہل ہند کو ان جزائر میں کیا کرنا چاہئے۔ اور وہ اس جزائر میں کسطرح پیسہ کما سکتے ہیں۔ سوداگری ملازمت اور صنعت وحرفت وغیرہ کے باب میں پوری آگاہی دونگا اور اسیطرح امریکہ اور دیگر بلاد مشرق اور مغرب کو سلسلہ لکھتا رہونگا۔

چونکہ میں افغان اور افغانستان کا باشندہ ہوں اسلئے مجھکو اردو تحریر میں دسترس نہیں ہو لیکن مجھے امید ہے کہ آپ عبارت کو خود درست کر کے شایع کرتے رہیں گے اور مجھے معذور رکھینگے۔

میں موسم بہار میں شنگہائی اور پیکن سے ہوتا ہوا ہانگ کانگ جاؤنگا۔ اور پھر وہاں سے براہ جاپان اضلاع متحدہ امریکہ مذکورہ بالا مقامات کے تمام عجیب اور مفید حالات سے اہل قوم کو آگاہی دیتا رہونگا۔

راقم افغان۔ نامہ نگار از ملتیاین

حضرت حکیم الامت کے مکتوبات

او آرام دل وجان۔ شیخ روح وروان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت آپکی بیماری کا حال لاہور سے۔ اور بہیرہ میں یہ تجویز دوسرے روز مسہل لینا۔ اور مسہل سے دوسرے روز آرام پانا۔ اور حکیم شیخ احمد صاحب کے توجہ علاج میں اور آپکی ضعف ونقاہت کا حال میرے واسطے ایک عجیب بہار وخزان کا موجب ہے۔ مولا مالک جلد تر صحت وقوت مرحمت فرماکر راقم الحروف کو طمانیت بخشے۔ میرے بہت ہی پیارے۔ کرمین کا کہانا۔ دودھ کا پینا بہت ہی مناسب ہے۔

جناب حکیم صاحب "جنہوں نے ام تازہ ام" کے معدے اب کہاں گئے۔ شاید منسوخ الحکم آیات میں محدود ہوئے۔ راقم تو قرآن شریف میں کبھی نسخ کا قائل نہیں تہا۔ یہاں کیوں جلد تر قائل ہو گیا۔ بخدمت مجمع اخلاق شیخ فضل الٰہی صاحب۔ السلام علیکم۔ سفر کشمیر جلدی جلدی آتا جاتا ہے۔ خداوند نے میرے واسطے آرام کی تدبیر بنادی اب آپ فرمایئے کیا ارادہ ہے۔ آپکی ہمراہی امر ہے۔ بخدمت جمیع حال پرسان سلام اوجب۔

از جموں ۸ر ستمبر

السلام علیکم۔ خاکسار رشید خبر انتقال سہارنپور جموں ہو نچے سے جموں پہونچا۔ کوہستان کے راستہ آنا ہوا۔ اگر آپ فرماویں۔ آپکے لئے بہت دعائیں کروں۔ الٰہی پیارے بار بنانے کی جناب میں آپ خود کیوں نہیں گر گڑاتے۔ اے میرے محسن بیحد گناہ بد گناہ کیا۔ اور تو نے ہمیشہ عفو فرمایا۔ اور پردہ پوشی کی اے ارحم الراحمین۔

میرے فلان فلان غموم میں تو محض اپنے کرم سے دستگیری کر۔ میں تیری بارگاہ میں تیرا ہی نام تیرا ہی کرم

شفیع کرتا ہوں۔

شادی کے معاملہ میں "ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین" یاد رہے اور میں ہرطرح حاضر ہوں۔ جسوقت کہو۔

سوزی کا جلانا ممنوع ہے۔ دلیل "لا یعذب بالنار الا رب النار" حدیث میں وارد ہے (۱) کہ اکل حلال ہے پینے اوس کا جزو ہرام نہیں گردم مسفوح دلیل ھُوَ الَّذِی خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ سے کل اشیاء کی حلت ثابت ہو۔ پہر میتہ اور ما اہل لغیر اللہ۔ دم موقوذۃ متردیہ النطیحہ ما اکل السبع کی حرمت قرآن سے اور سباع وغیرہ محرمات کی تخصیص حدیث سے ثابت ہو۔ باقی کل اشیاء اباحت اصلی پر ہیں (۲) اسری بریان کرنے سے مکروہ نہیں ہوتی۔ دلیل بالا دیکہو جراب لفافہ اول۔ ضیاء اور قاموس میں ہے۔ پس سوتی جراب اور چمڑے کے موزہ کو عام ہے چمڑہ کی تخصیص نہیں۔ صاحب مجمع البحار نے تخصیص کی اور دلیل نہیں دی۔

۲۷ر دسمبر ۱۹۰۲ء

عاجز ہمہ عجز۔ نورالدین عفا اللہ عنہ۔

اپنے نہایت پیارے دوست الہ دین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ عرض کرتا ہے۔ شافی اپنے رحم سے محمد صدیق کو جلد تر شفا بخشے۔ یہاں سرکار کی طبیعت علیل ہے۔ اگر نوکری چھوڑتا ہوں۔ تو یہ ہیچ کرنگ حرام کہلاتا ہوں سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ دیکھو آرام کے وقت حرام خوری کرتا رہا اب علالت کے وقت ترک تعلق کر کے چلا گیا۔ والا آپکی تار پر میرا یہی ارادہ تہا کہ اگر رخصت نہ ملی استعفا دیدونگا۔ یہاں کے احباب صلاح نہیں دیتے۔ حیران ہوں۔ اور ایسا تارک سرقہ ہے کہ رخصت مانگنا ہی آدمیت اور نمک خواری کے خلاف ہو۔ محمد صدیق سے جو آپکا تعلق ہے۔ وہی بلکہ اس سے زیادہ میرا ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو۔ آپکا اور میرا تعلق کچھ ایسا ہے۔ جس کا بیان لاحاصل ہے۔ آپکو معلوم مجھے معلوم۔ اور حکیم صاحب کو معلوم۔ افسوس کیا کشمکش میں پڑا ہوں۔ مگر ابھی تو یہ۔ خداوند کریم اس سب تکلیف کے بدلے صدیق کو شفا بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں نہیں کہتا کہ مجھ ایسی لڑکی پیدا ہونے کی خوشی نہیں وہ خوشی خود دق یا فطرتی ہے۔ الا صدیق کی بیماری ایسی حالت میں ہے۔ ورد علاوہ ہے۔ کیونکہ میں آپکی رنج وآرام کو میں بالکل اپنا رنج وآرام جانتا ہوں۔ تقدیری معاملات کے آگے انسانی چارہ گری محض لاشی ہوا کرتی ہے۔ پیارے۔ میرے جیسا آزاد اس محبت تعلق میں سلسلہ وخوش وغم ہوگا۔ آپ اسکا اندازہ کر سکتے ہیں۔ آپکی سرپرستی کہاں تک کروں۔ اصل مطلب پر شرفی وانشائی عادات ورسومات کا داغ نہ لگے۔

جواب کرسنامہ تحریر کرتا ہوں . . . .

پس ہی کررخصت کی تدبیر کرتا ہوں . . . . . .

شیخ صاحب ہی سب رنج وآرام ومصائب تکالیف کا باعث ہمارے گناہ ہیں۔ اور استغفار سب عمدہ علاج ہے۔

آپ معاصی سے توبہ پہر بھی توبہ فرمایئو۔ انشاء اللہ تعالیٰ خداوند کریم رحم کریگا۔ والسلام۔ خط پر تاریخ ضرور لکہا کرو۔

۶ر اسوج ۱۹ر نومبر۔ از جموں۔

پیارے عزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لوگ مجھے برا کہیں۔ کہیں کافر کہیں۔ کہیں زانی وفاسق وفاجر کہیں کہیں . . . .

مجھے یقین ہے۔ تم میرے لڑکپن کے دوست۔ اگرچہ میں ایسا ہی ہوتا۔ تب بھی ہرگز ہرگز ایسا یقین کیا۔ گمان بھی نہ کروگے۔ وہم بھی نہ کروگے تم نے کیوں خط وکتابت کو ترک کیا۔ سبب لکہو کیا تمہارے تعلقات اس امر کے ساتھ منحصر تھے جنکے ایفا کو قدرت نے نہ تمہاری کوشش نے روکدیا۔ نہیں ایسا نہیں۔ نہیں۔ لو میں ہی ابتدا کرتا ہوں تمکو اپنی محبت کی قسم دیتا۔ الا کیا کروں شرک ہے۔ بہلا یہ تو لکہو اب جواب لکہوگے۔

نورالدین از پونچھ باست مرا کتانہ کہوٹہ ضلع راولپنڈی

۸ر ستمبر ۱۹۰۲ء

لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ منافق کے تین نشان ہیں۔ ایک یہ کہ بات کہے۔ اور جہوٹ بولے۔ میں اس وقت ان دو بالا فقروں پر اکتفا کرتا ہوں السلام علیکم بہی نہیں لکھ سکتا۔ میری پرورش سے پہلے تم میرے پیارے اور عزیز مادر سچ کہتا ہوں۔ ولدار ہوئے آجتک تمہاری طرح کا عزیز دنیا میں نہ کیا۔ اور آجتک تم سے وہی محبت ہو۔ خدا گواہ ہے۔ اور اس سے زیادہ کون گواہ ہوگا۔ اگر تم جانو تم از یاد رفتہ نہیں۔ تم کسی زمانہ کے دوست ہو اور اب بہی دوست ہو۔ پیارے میں کیا لکھا سنو بدگمانی شرعاً ممنوع ہے میں نے بہیرہ کو پیارے راحت جان کو خط لکھا۔ راولپنڈی میں حکیم شیخ احمد نے کہا۔ کہ تمہارا دوست سخت نفس ہے۔ کیونکہ تمسے اس نے کوئی وعدہ کیا۔ اور ایفا جو اسکی۔ یعنے کیا پچ ہے۔ مگر میرا دوست شکوہ نہ کریگا۔ تب میں شرمندگی سے خاموش رہا۔ ان دنوں ایک سخت نقصان سے جس کا بیان اسوقت مناسب نہیں زیر بار تہا۔ بیٹہ پانا زیر باری سے اللہ نجات دے۔ الٰہی مبتلا تہا۔ آپکا کارڈ پہنچا اور حکیم کا قول سچ یقین کیا۔ شیخ امام الدین رخصت پر ہے۔ امروز فردا آنیوالا ہے۔ جس وقت آئیگا ارشاد کی تعمیل ہوگی۔ میں کون ہوں نام نہیں لکھتا۔

از کشمیر ۲۳ر ساون۔ ۸ر اگست ۱۹۰۲ء

تمہاری شکایت سچ اور بالکل سچ ہے۔ اور میں یا میرا عذر عزیز من۔ بالکل لغو اور بیہودہ ہے عزیز اگر تم مجھے نہ دوستی در کے لئے سچا جانو۔ تو مجھے اس فقرہ پر یقین کرو۔ من جدا از کار زسیتم من بدتر

از کا فرفرنگ ہستم۔ میری حالت رحم کے قابل ہے اور ملامت کے قابل نہیں۔ میں بہت جلدی بہیرہ میں آنیوالا ہوں۔ دیکہو گے تو حیران ہوگے۔ تمہارا سچا عاشق زار بالکل زار ونزار ہے۔ اچھا ملاقات پر شکوہ کر لینا۔ . . . . پہر عرض ہے اس تباہ کار پر رحم ہو۔ والسلام۔

از جموں ۶ر اسوج ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۲ء

السلام علیکم۔ کیوں صاحب کوئی خفگی ہے۔ کوئی ناراضی ہے مجھ وجہ سے معلوم نہیں۔ بہلا یہی لکھ بہیجو۔ بہلا کیا کہہ سلام۔ نہ خیر خیریت۔ اچہا آپکی مرضی ہو چکی۔ اب خاکسار کی مرضی پر خط لکھ دیجئے۔

خاکسار نورالدین ۸ر کاتک از جموں ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء

پیارے عزیز۔ السلام علیکم۔ تم کیسے ہوگئے۔ ایک ناآشنا سے وفا سے سابقہ پڑا۔ انا للہ۔ پیارے اور بہت پیارے مجھے وہ محبت ایسی نہ تہی۔ جو تمکو قابل ہوتی میں کشمیر سے آکر بیمار ہو گیا۔ پانچ مہینہ کا عرصہ گذرتا ہے۔ تپ دق کہانسی دردِ عارض رہا۔ بچنے کی امید مفقود تہی اب آرام ہے۔ بغرض تبدیلی آب وہوا کشمیر جاتا ہوں۔ آپ کو اللہ کا نام یاد دلاتا ہوں۔ مجھ عفو کیجے جواب ضرور دیجئے۔ پتہ ہمارا جب ہمارا خط جموں کشمیر نورالدین کو پہونچے۔ یا جموں نورالدین۔

۲۳ر مارچ ۱۹۰۳ء

عزیز من۔ راحت من۔ السلام علیکم۔ آپکی بہیرہ دوست مدت کا ہوا سیا۔ آپکے بہیرہ میں موجود ہے۔ کیا ممکن ہے آپکی ملاقات سے مشرف ہو سکے۔ ہمارے مولانا اور مولوی عبدالکریم صاحب اگر تشریف لاویں ان کو بہی تکلیف دیجائے۔

۱۰ر اپریل ۱۹۰۳ء از مقام بہیرہ۔

اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون

برادر عزیز بعافاک اللہ وسلم۔ تم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج اتفاقاً مجھے جموں جانیکا اتفاق پڑ گیا کونسل نومبر میں جموں جائیگی۔ کیونکہ دیوالی کے ۶ دن بعد ۲۸ر اکتوبر سری نگر سے ملک کشمیر میں آتا ہے۔ ابتک ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ خاکسار کشمیر میں رہیگا یا نہیں۔ دونوں امر انشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہیں۔ خدا تعالیٰ پسند جانے والسلام

نورالدین۔ ۱۱ر ستمبر ۱۹۰۳ء

عزیز من جان من۔ السلام علیکم۔ خاکسار عنقریب بہیرہ میں آنیوالا ہے۔ ماشاء اللہ تعالیٰ جلد تر ہیرہ پہونچ جاؤنگا۔ جس معاملہ پر آپنے مجھے تاکید فرمائی ہے میں بالمواجہ جسقدر مجھ سے ہو سکتا ہے (اور کوئی بڑی بات نہیں) بہر طرح حاضر ہوں۔ ماحد وشاہزادہ بخش اس کا کے واسطے کشمیر لکھا ہوا ہے۔ جسوقت دونوں چیزیں آئی ہیں۔ ہمراہ لاتا ہوں۔ ونوال کا معاملہ طے ہو جاوے اچھا ہے۔ زیادہ کوشش کیجئے۔ اور اسکی انجام کا منتظر ہوں والسلام

تمہارا دعاگو نورالدین عفا اللہ عنہ ۲۵ر جنوری ۱۹۰۴ء

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی

و

مسئلہ جہاد

چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

یوں تو ہمیشہ سے متعصب عیسائی اور دوسری غیر مسلم قومیں اسلامی جہاد کو نہایت خطرناک پیرایہ میں پیش کرتی رہی ہیں۔ مگر پہلی صلیبی جنگ کے بعد سے آج تک تنگ خیال و متعصب مصنفین اور خصوصاً اہل گرجا نے جہاد کو ایک خون آشام دیوتا ثابت کرنے میں ضمیر فروشی سے بھی دریغ نہ کیا اور ہر فرد یورپ کے دل میں ایسے زہریلے خیالات پیدا کر دیئے گروہ باوجود علم و آزادی خیالات اسلام کو مرادف سفاک سمجھ رہے ہیں۔ گو کہ یورپ کے گبن کارلائل ڈیون پورٹ ولبان وغیرہ منصف مزاج مورخ و محقق پیدا کئے مگر ان بیچاروں کی صدائی حق اہل گرجا کی اوہام اور شور و شغب کے آگے ہمیشہ نقارہ خانہ میں طوطی کی آواز بنی رہی مصنفین انسائکلوپیڈیا کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کئی وجوہ سے عیسائیت کا شفاف چشمہ گدلا گیا منجملہ ان کے ایک سبب یہ ہے کہ پولیٹکل خیالات طمع دنیا و تعصب مذہب کے پردہ میں داخل ہو کر اور دو نقو تکلیف پہونچانے لگیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی اسلامی واعظ سے کام پڑتا ہے تو تنگ خیال عیسائی واعظ و مناظر اپنے دین کی خوبیاں پیش کرنے کے بدلے جناب بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی اور بے نظیر اصول اسلام پر جارحانہ گیری کرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب کسی اسلامی دولت سے سابقہ ہوتا ہے تو عیسائی مسئلہ جہاد کو نہایت کریہ شکل میں پیش کرکے اپنے ہم مذہبوں کی آتش غضب کو مشتعل کر دیتے ہیں اس عام ہر رنگ کے آگے منصف مزاج اخباروں کی تحریرات اور راستباز مؤرخوں کے عقلی حید ان سفید نہیں ہوتے۔ اس وقت جبکہ بغاوت مقدونیہ طول کھینچ رہی ہے اور دولت عثمانیہ نے مفسدین کی سرکوبی کیلئے فوجیں متعین کر دی ہیں و متعصب عیسائی خصوصاً اہل گرجا نے غل مچا رکھا کہ ظالم ترکوں نے جہاد سے عیسائیوں کا قتل عام کر دیا۔ گو سفیر عثمانی نے تار سے ان خرافات کی تکذیب کر دی اور یورپین سلطنتوں کو آگاہ کر دیا کہ یہ ساری بلغیری خانہ ساز کہانیاں ہیں جو ترکی مظالم کے نام سے مشتہر کیجاتی ہیں۔ علاوہ اس کے روس و آسٹریا اور خصوصاً جرمن ان فرضی ترکی مظالم کو قابل التفات سمجھتے ہی نہیں مگر یہ افسوسناک امر تعجب ہوتا ہے کہ ایک دو نہیں چار انگلش آرچ ڈیکنوں نے اپنی گورنمنٹ کو اس امر پر اکسایا ہے کہ وہ معاملہ مقدونیہ میں ترکی کے ساتھ سختی کا پہلو اختیار کرے مگر غیور گورنمنٹ ایسے اوچھے حرکات کیوں کرنے چلی تھی وہ ایکوقت گلاڈسٹون اور مسکال کی چال میں پھنس چکی ہے لہذا اوس نے اپنے جنگی جہازات روانہ کرنے میں کسیقدر تامل سے کام لیا۔ مگر متعصب فتنہ انگیزوں کو کیسے چین آتا۔ انہوں نے اخبارات میں ترکوں اور اسلامی جہاد کی مذمت شروع کر دی تاکہ عام خیالات میں ہیجان پیدا ہو اور عیسائی طبائع میں کروسیڈ کا سا مذہبی جوش لہریں لینے لگے اور پھر بھی ظالم ترکوں کے خون کا پیاسا ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ انگلینڈ میں ایسے حق جو عیسائی بھی موجود ہیں جو احقاق حق میں ثابت قدم رہا کرتے ہیں۔ ایک صاحب ڈبلیو۔ بی۔ گے۔ لنڈن ڈیلی نیوز مورخہ ۲۲ر ستمبر میں منظر میں آرچ ڈیکن آف لنڈن نے ڈیلی نیوز میں یہ تحریر شائع کروائی ہے کہ یہ عین مذہب ترکی ہے کہ بذریعہ شمشیر اپنے عقاید کی اشاعت کرے" اور ایسے اظہار کو وہ نصیحت عیسائی اور مسٹری کے

خشم حق

(جیسا کہ ان کے مضمون ہفتہ گذشتہ سے ظاہر ہے) ہم جانتے ہیں اور کسی عیسائی کو اسلام کے نظم تعلیم جہاد اور کافر کشتوں کے ساتھ اگر شہید ہونیوالے بہادران اسلام کے لئے عظیم الشان بہشت اور بے حساب حوریں منتظر رہنے کی کہانیاں یاد نہیں جو اس نے زمانہ طالبعلمی میں سنی نہیں! بہر حال محمد مضمون کو آرچ بشپ ڈیکن کی تحریر سے تشفی نہ ہوئی کیونکہ انہیں موہوم سا خیال تھا۔ کہ قرآن شریف مثل پنج صحائف موسوی اعلانیہ خونریزی رکھتا ہے۔ اور جہاد اسلامی تحریرات میں سفیہانہ سفاکی نہیں دکھلایا گیا ہے۔ بلکہ وہ اسطرح کی مدافعتی جنگ ہے۔ جیسے ہین صاحب کی کتاب بلگرس پر اگرس میں عیسائیوں کی لڑائی ظاہر کی گئی ہے اور یہ کہ اس مسئلہ پر اسلامی خیال سے ہنوز بہت کچھ سننے کی گنجائش باقی ہے مگر ان میں یہ مشکل پیش آئی کہ "اسلامی خیال" لئے کہاں سے۔ وہ لنڈن میں کوئی اسلامی مسجد نہیں اور انس آف کورٹ کے قانونی طلبا سے کو یہ امید نہیں رکھی جاسکتی کہ ان کی رائے مستند ہو۔ مگر صاحب مضمون کہتے ہیں کہ خوش قسمتی سے مس سائنگ متعلقہ انڈین نیشنل ایسوسی ایشن نے انہیں مشکل وقت کی دوست مل گئیں مس صاحبہ نے انہیں بتلا دیا کہ وہ اتھنا روڈ جائیں۔ وہاں ایک فاضل مسلمان پروفیسر سید علی بلگرامی رہتے ہیں۔ جو کیمبرج یونیورسٹی میں زبان عربی کے لکچرار ہیں۔ اور انہوں نے وہاں پروفیسر عربی کا کام بھی انجام دیا ہے۔ البتہ وہ جہاد کی حقیقت اسلطرح بیان کر سکینگے کہ قابل سماعت ہو حق جو مضمون نگار کبھی ایسا ہو چکا کہ ایسے مکان میں داخل ہو نیکے جسکی دیوار میں اسلامی زیارت گاہوں کے نقشوں کی سجی ہوئی تھیں۔ قرآن شریف۔ تفاسیر عربی۔ اور ایسی جدید جرمن و انگلش تصانیف جو ان سے متعلق تھیں رکھی ہائیں۔

پروفیسر صاحب کا سلسلہ نسب بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے فی الحقیقت ایسے فرد فرید ہیں جو اپنے اسوہ مذہب کو اچھی طرح بیان کر سکیں۔ محرر مضمون کو بلگرامی فاضل نے یقین دلایا کہ دعوت اسلام بزور شمشیر محض بے اصل خیال ہے کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا جائے!! ایسے میں صاحب مضمون کی نظر قرآن شریف پر پڑی اور انہوں نے دریافت کیا کہ سنا میں باب میں یہ جو لکھا ہے جب تمہیں کفار سے سابقہ پڑے تو ان کے سر اوڑا دو اور ان کا قتل عام کرا دو سے کیا مراد ہے۔ جواباً فاضل سید صاحب نے کہا کہ بیشک یہ قرآن میں مسطور ہے مگر بلحاظ شان نزول اس کے مطلب کو سمجھنا چاہیئے جیسے انجیل مقدس کے اب میں کہا کرتے ہیں۔ ایسی خونی باتیں تو زبوری گیتوں میں موجود ہیں جو روزانہ گرجوں میں گائی جاتی ہیں اور مسلمان عیسائیت کو ایک خونخوار مذہب ہونے کا الزام نہیں لگاتے۔ فاضل پروفیسر نے پھر تو حالات جنگ مستفسر کو کہنا کہ کیونکہ انہیں ایام میں یہ آیہ کریمہ زبان مبارک آپ سے مسموع ہوئی تھی کہا بمقام مکہ عالم شباب میں جناب رسول عربی اپنی راستبازی اور اخلاق حمیدہ کے لئے مشہور تھے اور امین کہلاتے تھے اور آپ کے خویش و اقارب اس مقدس قوم سے تھے جنہیں نگہداشت خانہ کعبہ سپرد تھی جو عربوں کی بت پرستی کا مرکز تھا آنحضرت نے بت پرستی قوم کی مخالفت شروع کر دی اور دعوت لاالہ الااللہ کرنے لگے۔ اسکا یہ فطری نتیجہ ہوا کہ آپ کی ماد رقوم آپ سے برگشتہ ہو گئی مگر بیرونی مسلمین مدینہ میں آپ کے کئی مددگار مل گئے لہذا آپ مدینہ ہجرت کر گئے۔ اور وہاں پر باوجود دشواریوں اور مزاحمتوں کے بتوں کی مذمت اور اشاعت توحید کرتے رہے۔ بالآخر آپ کو مدافعتی جنگ کا سامان کرنا پڑا۔

انہیں ایام میں جب کہ مشرکین عرب آپ کو علی التسلسل ایذائیں پہونچا رہے تھے اس قسم کے جنگی الفاظ ظاہر کئے گئے تھے۔

فاضل پروفیسر نے مستفسر سے کہا کہ جا ہے مفسر اس آیت کو منسوخ یا دوسری آیتوں کو اسکی ناسخ بتلاتے ہیں۔ لہذا یہ عقائد اسلام میں اسیطرح قابل استناد نہیں جیسے قرآن میں بعض منسوخ آیتوں کی حالت ہو۔ اسی حیثیت سے یہ بھی مذکور ہے کہ خاتمہ جنگ کے بعد اسیران جنگ کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے یا ان سے مخصف فدیہ لیکر رہا کر دیا جائے کہ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ جنگ اپنی حفاظت کیلئے تھا اور خاتمہ پر اپنے مفتوح دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک مقصود تھا۔ (محمد ترکی) (باقی آئندہ)

دار الامان کی پبلک ضروریات میں

ہسپتال کا سوال

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور کے سامنے ضلع گورداسپور میں ایک جدید ڈسپنسری کے کھولے جانیکا سوال در پیش ہے۔ اور کاہنوان کے باشندے چاہتے ہیں کہ وہ ڈسپنسری وہاں کھولی جائے۔ لیکن ہم اس سے پہلے یہ امر ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ قادیان میں ایک ہسپتال کی ضرورت ہے۔ کاہنوان کی آبادی ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے لحاظ سے شاید ۲۹۱۰ آدمیوں کی ہے جس میں قریباً تین یا چار سو کے قریب کی واقع ہو گئی ہے۔ کیونکہ کاہنوان میں پلیگ کا بہت زور رہا ہے۔ اور قادیان کی آبادی گذشتہ تین سال کے اندر تین چار سو کے قریب بڑھی ہے۔ کیونکہ یہاں ایک کالج اور ہائی سکول کھولا گیا ہے۔ جسکے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بھی ہے۔ اور علاوہ ازیں تین مختلف پریس اور دو ہفتہ وار اخبار دین اور دو تین ماہواری رسالوں کے دفتر اور ان کے سٹاف ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے طفیل سے لوگ مستقل طور پر اپنی سکونت قادیان کو بنا رہے ہیں۔ کاہنوان کے قریب گورداسپور کا ہسپتال ہے۔ لیکن قادیان کے متصل آٹھ نو کوس سے کم فاصلہ پر کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ اگرچہ حضرت مولینا مولوی نور الدین صاحب نے ایک بڑا شفا خانہ خیراتی اپنے خرچ سے جاری کر رکھا ہے۔ جس میں وہ تین دوائیاں دینے والے اور علاج کرنے والے آپ کے شاگرد بھی کام کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بھی آپکے پاس اس کثرت سے مریض آتے ہیں کہ صبح سے شام تک آپ بہت کم فارغ رہ سکتے ہیں۔ بجائیکہ مدرسے کے متعلق ایک علیحدہ ڈسپنسری رکھنے کی ضرورت ہو اسپر بھی بعض اوقات ضروری سرجیکل اپریشن کیلئے اور انگریزی ضروری ادویات کو نہ ملنے کے باعث مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ اسلئے اگر کاہنوان کے بجائے قادیان میں وہ مجوزہ ہسپتال کھولا جاری تو اس سے بھی نہ صرف قادیان اور اسکی نواح کی پبلک کو بہت بڑا فائدہ پہونچیگا۔ بلکہ کاہنوان کے لوگ بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ہم جناب سول سرجن صاحب بہادر کی ذات سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس سوال کو بڑے غور اور فکر سے طے کرینگے۔ اچھا ہو اگر صاحب بہادر قادیان اور کاہنوان دونوں جگہوں کا معائنہ کرلیں۔ ہم یقین کر سکتے ہیں کہ قادیان میں اس جدید ہسپتال کے کھلنے پر کاہنوان کے مقابلہ میں زیادہ فائدہ ہوگا۔

ہندوستان میں ڈسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۳)

سلسلے کیلئے دیکھو ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء

ہم نے دو گذشتہ نمبروں میں دکھایا ہے کہ عیسائی مذہب نے اس دن کو جس غرض سے دنیا پر مبارک بنا دن کہا ہے وہ بہت ہی منحوس اور تاریکی بخش دن ہے۔ کیونکہ اس روز ایک ایسا انسان دنیا میں بقول عیسائی صاحبان آیا۔ جو خدا تھا اور جس کے اس اعتقاد کو تسلیم کرکے دنیا کا اخلاقی طور پر اور روحانی طور پر خون ہو گیا ہے۔ یورپ اور عیسائی دنیا کی حالت کو بغور دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ وہی قومیں ہیں جن پر ہمارے دیسی منشاد اور پادری ناز کیا کرتے ہیں۔ کہ سارا یورپ عیسائی ہے۔ فلاں شہنشاہ عیسائی ہے۔ مگر انکو شرم آ جانی چاہئے جب وہ ان لوگوں کی حالت پر نظر کریں۔ یورپ کی اخلاقی تصویر دیکھنے کی کوئی شخص صاحب حیا جرأت نہیں کر سکتا۔ اور آخر کار وہاں کے آزاد خیال مضمون اور اخبار نویسوں کو یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ عیسائی جہاں جاتے ہیں وہاں شراب خواری وغیرہ لعنتیں بھی ان کے ساتھ جاتی ہیں۔

غرض

نور افشان نے اس دن کی یادگار با خوشی میں جو سنہری اور رنگین بیل بوٹوں سے مزین کرکے اخبار شائع کیا ہے۔ اس میں پہلا فقرہ جو گول دائرے کے اندر لکھا ہے۔ یہ ہے کہ آج ہمارے لئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا۔ وہ مسیح خداوند ہے

اب ہم اس پہلے فقرہ پر ریمارک کرنا چاہتے ہیں اس فقرہ میں سب سے پہلا جھوٹ یہ ہے کہ آج مسیح پیدا ہوا۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی دانشمند اور صاحب عقل انسان اس امر کے ماننے کو کبھی تیار نہیں ہو سکتا کہ ۲۵ر دسمبر سنہ ۱ء کو مسیح پیدا ہوا۔ یہ ایک جدا امر ہے کہ مسیح کی ولادت کی تاریخ ۲۵ر دسمبر ہو۔ لیکن یہ کہنا جو اوپر کے فقرہ میں لکھا گیا ہے کسی حال میں صحیح نہیں ہے۔

اس جھوٹ کو بھی عیسائی جھوٹ قرار دیکر ہم باقی فقرہ کو لیتے لاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس میں کس قدر سداقت کی روشنی ہے۔

اس فقرہ میں ہم کو دو باتوں پر غور کرنی چاہئے اول یہ کہ نجات کیا ہے؟ اور دوم یہ کہ عیسائیوں نے اس نجات کو کس حد تک حاصل کیا ہے کیونکہ جب تک حقیقی نجات کا ہی پتہ نہ ہو ہم کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ عیسائی قوم واقعی نجات یافتہ قوم ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی ہم کو یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ حقیقی نجات کے حصول کا ذریعہ کیا ہے؟ اور عیسائیوں نے نجات کا کیا طریق مقرر کیا ہے؟

یہ چار امور تنقیح طلب ہیں۔ جو اس فقرہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر اگر مبسوط اور مفصل بحث کیجائے تو غالباً ہمارے اخبار کے آخیر سال تک یہ مضمون ختم نہ ہو۔ لیکن ہم اس کو بہت مختصر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی نہیں کہ ہم کو صرف عیسائیوں کے بڑے دن کی حالت ہی اپنے ناظرین کو دکھانی ہے۔ بلکہ ہم انکو اس مضمون کے ضمن میں نیشنل کانگریس کے پنڈال میں ندوۃ العلماء اور علی گڈھ کالج کی کانفرنس میں بھی لے جانا چاہتے ہیں اور پھر بالآخر ہم ان کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کی پاک مجلس کی بھی سیر کرانا چاہتے ہیں اور بسا اوقات اہم اور ضروری مضامین کیوجہ سے یا اور وجوہات کی بنا پر ہر ہفتہ اس مضمون کو جاری نہیں رکھ سکتے اور ناظرین باقی آئندہ باقی آئندہ سے گھبرا اٹھتے ہیں اس لئے ہر چہ گیرد مختصر گیرد پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔

پس سب سے پہلے اس فقرہ کی تنقید میں اس امر پر بحث کرتے ہیں کہ

حقیقی نجات کیا ہے؟

نجات کی حقیقت اور فلاسفی مختصر الفاظ میں اسیقدر ہے کہ انسان گناہ کی موت سے بچ جائے کیونکہ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اسوقت پیدا ہوتا ہے جب انسان خدا تعالے کی اطاعت اور دائمی پر جوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جسطرح پر جب ایک درخت زمین سے اکھڑ جاوے اور وہ پانی چوسنے کے قابل نہ رہے جو جڑوں کے ذریعہ پہونچتا ہے۔ اور اس کے نشو و نما کا موجب ہوتا ہے اسیطرح جب انسان کا دل خدا تعالے کی محبت سے اکھڑ جاتا ہے اسپر گناہ غالب آتا ہے اور اس کی خشکی اور خیرگی دل کو سیاہ کرکے خدا تعالے سے دور پھینک دیتی ہے۔ لیکن جب انسان گناہ کی اس حالت سے نکل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالے سے ایک شدید اور مستحکم تعلق پیدا کرتا ہے تو پھر اس کے دل میں خدا تعالے کی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں جنکے ذریعہ وہ خدا تعالے کے فضل کے پانی کو جذب کرتا ہے اور زہریلے مواد نکالنے کی قوت حاصل کرتا ہے اور بڑی آسانی سے ان زہریلے مواد کو دفع کرکے خدا تعالے میں ہو کر ایک نیا نشو و نما پاتا ہے اور بہت عمدہ اور خوشنما سبزی دکھاتا اور اچھے پھل لاتا ہے۔ یہانتک کہ اس میں وہ کمال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس سے خوارق کا صدور ہونے لگتا ہے اور وہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی کو استقامت۔ اسلام۔ اور نجات وغیرہ الفاظ اور ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔ غرض نجات سے مراد عام طور پر یہی ہے کہ انسان کی نفسانی اور گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو جاوے اور وہ نیکیوں اور خداشناسی اور خداپرستی کے مقامات اور مدارج میں ترقی کرتا ہوا اس بصیرت اور معرفت کو پالے جو گویا خدا کو آنکھ سے دیکھ لیا ہے اور خدا کی آواز کو اس نے سن لیا ہے۔ جب تک یہ حالت انسان میں متحقق نہیں ہوتی وہ نجات کی حقیقت سے ویسا ہی بے خبر ہے جیسا کہ اس کے حصول سے لیکن **نجات یافتہ** شخص اس پاک زندگی کو حاصل کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالے کی روح اس کے اندر سکونت رکھتی ہے اور قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کی تجلیات کو مظہر کہلاتے ہیں انسے خوارق کا صدور ہوتا ہے۔ خدا تعالے ان کی دعاؤں کو سنتا اور شرف قبولیت عطا فرماتا ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور غیب کی خبریں پیش از وقت انپر ظاہر کرتا ہے اور ان کی تائید کرتا ہے۔

اب اس معیار نجات پر ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یسوع نے جو عیسائیوں کے قول اور عقیدہ کے موافق نجات دہندہ ہے قوم کو کیا نجات بخشی کہاں تک انکو گناہ کی موت سے رہائی دی اور ان پر اخلاقی اور روحانی اثر کیا کیا؟

لیکن اس سے پیشتر کہ ہم ان نتائج اور ثمرات پر نظر کریں جو عیسائی نجات کے ہیں پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ عیسائیوں نے نجات کا طریق کیا مقرر کیا ہے؟ کیونکہ اگر اس طریق کو ہی قدرتی طور پر نجات سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ ہو تو ثمرات اور نتائج کے دیکھنے کی بھی چنداں ضرورت نہ ہوگی۔

یہانتک عیسائیوں کے علم الٰہیات اور انکے اعتقادات کی کتابوں کو پڑھنے اور عیسائی واعظوں سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ نجات کا طریق ان کے ہاں یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا تعالے نے دنیا کو گناہ سے نجات دینے کیلئے یہ انتظام کیا ہے کہ اپنا اکلوتا بیٹا یسوع دنیا میں بھیجا تاکہ وہ کافروں بے ایمانوں نافرمانوں اور بدکاروں کے گناہوں کی گٹھری اٹھا لے۔ چنانچہ وہ گناہوں کا بوجھ اٹھا کر صلیب پر چڑھ کر لعنتی ہوا۔

اور اس لعنت کے بدلے اس نے گنہگاروں کو چھڑا دیا۔ یہ اصول ہے جو عیسائیوں نے نجات دینے کیلئے مقرر کیا ہے

(باقی دارد)

عیسائی مشنریوں کی ایک اور کرتوت

گو عیسائی ظلم و تشدد کا وہ تاریک زمانہ جبکہ یورپ دوران حکومت میں مذہب کے نام پر بیگناہ انسانوں کے سر قلم کئے جاتے تھے اور انکے خون سے ہاتھ رنگے گئے عیسائی پادری تشفی پاتے تھے اب انسانی ملکی روشنی کیساتھ بدل گیا ہے اور عیسائی پادری اپنی جابرانہ حرکتوں اور خونریزیوں سے قانوناً روکے گئے ہیں مگر ابھی تک کسی شخص کیلئے یہ کہنا کہ ان ظالم پادریوں کی بیرحمی اور سنگدلی کا خاتمہ ہو گیا ہے ایک ناممکن امر ہے۔

آئے دن عیسائی پادریوں کے جو ظلم اور ناکامیوں پر اخباروں میں درج ہوتے ہیں ان کے مطالعہ اور ان مصیبت زدوں کی مصیبت کا اپنی آنکھ سے نظارہ کھینچنے سے عیسائی مشنریوں کا دنیا میں بھاگ ثابت ہوتا ہے اور جہاں کہیں ان کے سر گروہ گزرے ہیں **الحکم** کے ایک گذشتہ نمبر میں ناظرین کے کسی اپنے ہموطن کا دردناک واقعہ جسمیں معصوم لڑکی کو چند مشنری لیڈیاں اغوا کرکے لے گئی تھیں ہم ناظرین کو سنا چکے ہیں اب ایک تازہ واقعہ جو مشنری کارستانیوں اور ہتھکنڈوں کے متعلق زیادہ تر ہو کرنے میں سے مثلاً اس کو شاید ہم افسوسناک طور پر ... [illegible]

اوڈیسہ کی ... [illegible] ایک دس برس کی ایک بیوہ لڑکی جبکہ اسکا باپ گھر میں موجود نہیں تھا ایک مشنری لیڈی نے ... [illegible] ہوئے۔ اسکو اکیلا گھر میں دیکھ پایا اور اسموقعہ کو غنیمت سمجھ کر ... [illegible] اسکو ورغلانا شروع کیا اور اپنے ... [illegible] وہ اسکو ... [illegible] گھر سے نکال کر اپنے ساتھ لے گئی۔

جب اس بدنصیب لڑکی کے والد کو ... [illegible] واقعہ معلوم ہوا تو سخت مضطر اور پریشان ہو کر اپنے چند رشتہ داروں اور ہمسایوں کو ہمراہ لیکر مشن ... [illegible] وہاں ... [illegible] مشنری لیڈی کو اس پر ... [illegible] اسکی لڑکی کو غائب کر دیا ... [illegible] اور پھر ... [illegible] رشتہ داروں ... [illegible] کے ... [illegible] ایک ... [illegible] اس واقعہ کے متعلق جو کارروائی کی اسکو ہم اخبار عام کے الفاظ میں ذیل میں درج کرتے ہیں :-

... [illegible] مشنری نے ... [illegible] کہ جب ... [illegible] تو ... [illegible] مشنری لیڈی کی مدد کی ... [illegible] اور لیڈی کو ... [illegible] کی صحبت ... [illegible] مشنری پادری ... [illegible] کی مدد ... [illegible] زبردستی مشنریوں کو ... [illegible] ہو!!! اس ... [illegible] سرکاری ... [illegible] مشنری پادریوں کو واپس ... [illegible] حکم ... [illegible] جو ... [illegible] کالج ... [illegible] کرینگے ... [illegible] پادریوں کی ... [illegible] سکتا ہے +

ہم اور ہمارے ناظرین

ہمارے مکرم جناب **ابو سعید عرب** صاحب بحرین میں الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں از بس مصروف رہتے ہیں **جزاہ اللہ احسن الجزاء** عرب صاحب ہر ہفتہ دو تین خریدار بھیج رہتے ہیں۔ انہوں نے الحکم کے اغراض و مقاصد کی وسعت اور اشاعت کے سوال کو خوب سمجھا ہے۔ الحکم کو ایسے مربیوں کی کثیر تعداد مطلوب ہے۔

بچہ کا نام ۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر نعمت علیخاں صاحب کے بچہ کا تاریخی نام پوچھا گیا تھا جس کے جواب میں بہت سے خطوط دفتر الحکم میں پہونچے ہیں۔ اور ان میں **نعمت علی خان** بچہ کا تاریخی نام تجویز کیا گیا ہے۔ اس نام کے متعلق ہمارے ایک کرمفرما نے مندرجہ ذیل رویا بھی لکھی ہے جسکی بنا پر اس نام کو وہ بھی مبارک و نعمت الٰہی سمجھا جاتا ہے وہ رویا یہ ہے

"۲۹ رجنوری کو آخیر الی رات کا ذکر ہے کہ میں نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جسنے مجھے ایک لکھا دیا ہے اسپر لکھا ہوا تھا **نعمت علیخان** اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں اسکی تعبیر سوچتا رہا مگر مجھے بغیر اس کے پیدا ہو نہیں کہ کوئی نعمت مجھ کو ملی ہو تعبیر معلوم نہ ہوئی ۔ ۳۰ رجنوری کو آپکا پرچہ میری نظر سے گذرا تو معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈاکٹر صاحب کے سامنے علیخان تاریخی نام کے خواستگار ہیں تو مجھے خیال آیا کہ دیکھوں تو نعمت علیخان سے تاریخ تو نہیں نکلتی حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ ٹھیک ٹھیک ۱۳۲۸ھ نکلتے ہیں یہ معلوم کر کے مجھے خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی کہ بغیر تعارف اور کسی قسم کے فکر کے یہ نام کیسے معلوم ہوگیا"

غرض الحکم اپنے مکرم بھائی کو اس وقت اس مولود مسعود کی مبارکباد دیتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ یہ مولود قوم اور ملک کے لیے دائمی ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو آمین۔

ایک مولوی کی کرتوت ۔ کے عنوان سے جو خط الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں چھپا ہے یہ عنوان راقم کے خط سے متعلق نہیں بلکہ شہادۃ القرآن کے اس مصنف کے متعلق ہے جسنے مولوی کہلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسیح ابن مریم کو فضیلت دی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضل الدین صاحب نے الحکم کی توسیع اشاعت کی ضرورت کو محسوس کر کے چھ کاپیاں الحکم کی خرید کر کے اپنے ان احباب اور رشتہ داروں کے نام جاری کرائی ہیں جنکو فی الحال سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے مقصد کہ الحکم ان کے لیے موجب ہدایت ہو اور حضرت حکیم صاحب کی اصل غرض پورا کرنے کا سچا ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو اس کا رخیر کی جزا دے اور ہمارے دوسرے احباب کو اسکی تقلید کی توفیق بخشے۔

الحکم کی قیمت ۔ الحکم کی عام قیمت سالانہ پانچ روپیہ ہے اس سے کم نہیں لی جاتی بجز شرح مذکورہ بھی ہے وہ محض اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں کو فائدہ پہونچانے کے لیے اور غیر مذاہب میں اسکی اشاعت کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ورنہ الحکم جیسا اخبار جو ۲۲×۲۹ کے اعلیٰ صفحہ کے کاغذ پر ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا ہو کم میں ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ اور اصل اخراجات بھی اس قیمت سے بڑھ کر ہیں۔ جسقدر تعداد پانچ روپیہ اور دس روپیہ سالانہ پر دینے والے احباب کی بڑھے گی اسیقدر رعایتی کم قیمت دینے کی گنجائش رہے گی۔ اور ہم اپنی طرف سے کوئی موقع الحکم کو ہر ایک احمدی کے ہاتھ تک پہونچانے کے لیے اٹھا نہیں رکھتے چنانچہ ہر ہفتہ دو روپے سالانہ پر بھی ۳۵ اخبار دینے کا اعلان کیا گیا ہے جو منشی عبدالعزیز صاحب اور منشی محمد اسمٰعیل صاحب کی عالی ہمتی کا نتیجہ ہے۔ اسطرح پر اگر تین سو آدمی دس روپیہ سالانہ قیمت دینے والے ہوں تو ہم پندرہ سو آدمیوں کے نام صرف دو روپیہ سالانہ میں الحکم جاری کر سکتے ہیں اب الحکم کی کثرت اشاعت اور اسکا مفید بنانا **قوم کے ہاتھ میں ہے** بہت سے صاحب جو صاحب مقدور ہیں سالانہ قیمت کے لیے عذر کرتے ہیں وہ اپنی حیثیت کو خوف خدا مدنظر رکھکر دیکھ لیا کریں۔ اور اصل اخراجات سے بھی کم ہیں۔

قوم کے اولوالعزموں کی یادگار ونکو قائم رکھنا قوم کی زندگی کی دلیل ہے اور ہم بہت خوش ہیں کہ ہماری قوم میں یہ روح پیدا ہو رہی ہے ہمارے مکرم مخدوم بھائی **ڈاکٹر رحمت علی** صاحب مرحوم کے جنگ سمالی لینڈ میں اپنی گورنمنٹ کی وفاداری میں جان نثار کرنے کی خبر پہنچ چکی ہے احباب اس کی تصدیق سمالی لینڈ سے آئے ہوئے خطوط سے بھی کر دی ہے۔

سمالی لینڈ سے ہمارے مکرم بھائی الحکم کے قدیم معاون ڈاکٹر سید جلال صاحب نے ایک خط کے ذریعہ ہمکو اطلاع دی ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی ایک یادگار رکھنا چاہتے ہیں ہم ان کے خط کو بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ سید جلال کیطرح اور بھی اولوالعزم بزرگ اپنی جماعت میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے قومی کاموں کے امدادی سلسلوں کو ان کے نام سے قائم رکھنے کی فکر کرینگے۔

الحکم جو ڈاکٹر صاحب کے خرچ سے جاری تھا اسے سید جلال اپنے خرچ سے کسی مسکین کے نام جاری کرانا چاہتے ہیں۔ یہ درخواست مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی معرفت آنے پر کسی مستحق مسکین کے نام جاری کر دیا جائیگا ڈاکٹر صاحب مرحوم نے الحکم کا ایک پرچہ اپنی جیب سے ایک مستحق اخبار کے قدردان مگر مسکین عالم کے نام جاری کرا رکھا تھا جو بظاہر اسوقت بند ہو جانا چاہیے ۔ مگر ہم اسکو اپنے خرچ سے صاحب موصوف کے نام مرحوم کی یادگار پر جاری رکھتے ہیں۔

سید جلال صاحب کا خط یہ ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ براہ مہربانی یہ چند سطور اپنے گرامی اخبار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔ بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی یادگار قائم رکھنے کے واسطے بندہ اس کام کے لیے طیار ہے کہ انکا نام ونمبر الحکم میں جاری رکھا جائے اور وہ پرچہ کسی مسکین کے نام پر کسی رعایتی قیمت پر جاری رکھیں بندہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ قیمت ادا کریگا۔

مرحوم نے جو ۱۰ نمبر انگریزی میگزین اور ۵ نمبر اردو میگزین اپنے نام سے جاری کیے تھے ان میں سے ۵ نمبر انگریزی میگزین بندہ اپنے نام پر ان کے یادگار رکھے حضور پیران کی طرف سے لکھاتا ہے جس کی قیمت ہر ماہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمراہ دیگر قیمت میگزین یعنی مبلغ للعہ ماہواری پر اضافہ کر کے ارسال کیا کرے گا ۔ مجکو امید ہے کہ دیگر احباب احمدی خصوصاً اہل بربرا سمالی لینڈ اس نیک کام میں شریک ہو کر باقی نمبروں کی کمی کو پورا کرینگے اور اپنے بھائی کے ساتھ حقیقی محبت کا سچا ثبوت دینگے

بندہ نے جو مبلغ للعہ ماہوار کالج دینیات کے واسطے اپنے ذمہ لیے ہیں اور جسکو بندہ تا حال ماہواری ادا کرتا رہا ہے وہ ایک وظیفہ کیصورت میں بندہ کی طرف سے کسی سید یتیم بچہ کو بالتخصیص دیا جاوے درصورت عدم موجودگی جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب بہادر کا ہم جناب نواب محمد علیخان صاحب جس کے لیے تجویز فرمادیں۔ بندہ کو بہر صورت بسر و چشم منظور ہے۔

یہ عرض کر دینا بھی بعید از قیاس نہ ہوگا کہ مذکورہ بالا ارقام کا اجرا بندہ کے یہاں کی سروس میں موجودگی و عدم موجودگی پر منحصر ہوگا ۔ شاید اگر بندہ انڈیا واپس چلا جائے گا تو بسبب قلیل تنخواہ ان ارقام میں کمی کرنے پر مجبور ہوگا ۔ لیکن بندہ کا غالب ارادہ یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کے سروس کو بعد فرصت زندگی اختیار کر دیگا ۔ اور امید ہے کہ ویٹنری ملٹری سروس سے دستبردار ہوں گا کیونکہ ابھی بندہ کا ابھی ایک سال باقی ہے انشاء اللہ یہ انتظام رخصت پر جانے سے پہلے کر دونگا آگے جو خدا کو منظور ہے وہی ہوگا۔

الراقم سید جلال احمدی بربرا سمالی لینڈ

جلسہ لاہور کے متعلق بہت خطوط آتے ہیں کہ کونسی تاریخ مقرر ہے جواب کے لیے لکھا جاتا ہے کہ ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ تاریخ مقرر ہونے پر اطلاع دی جائے گی۔

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط وکتابت متعلقہ اخبار میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکیگی اور بعض اسکا جواب دینا نہ ہوگا ۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے۔ چٹ کا نمبر دیتے ہیں احباب کا لحاظ رہے کہ رجسٹر فولیو ۵ ، نہ لکھا جاوے یہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو اخبار کی رجسٹری کے لیے لاہور ہے اسکو خریدار والے کے نمبر سے کوئی تعلق نہیں ہے

ضروری اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس تصویر کے چھپنے الحکم میں شائع ہونے کا اعلان کیا گیا ہے وہ تصویر چھپ چکی تھی اور قریبًا طیار ہو کر روانگی کا انتظام شروع تھا کہ اس ایک مصور نے مصور کا کوئی نقص دکھا دیا جسکی وجہ سے اسکی اشاعت کسی قریب وقت پر ملتوی کرنی پڑی

کلکتہ میں ایک عجیب مذہبی مقدمہ شروع ہوا ہے جو مسٹر بیرسٹ	بذریعہ پادری بولو بنگالدہ

نے ریورنڈ مکان کی پر تین ہزار حرجانہ کا کیا ہے بناء دعویٰ یہ ہے کہ آخر الذکر نے مدعی کو پادری بنانے سے انکار کیا تھا اور وجہ انکار یہ تھی کہ بعض بد مزاج اور بول چال میں ناعاقبت اندیش ہے۔ یہ مقدمہ بڑا ہی دلچسپ ہے کیونکہ اگر فیصلہ ہو گیا کہ بد مزاجی وغیرہ ناقابلیتوں کے باعث ایک شخص کو مذہبی وعظ کا منصب نہیں دیا جا سکتا ۔ تو ان بیشمار پادریوں اور منادوں سے اس ملک کو مخلصی مل جاوے گی جو بیچارے دوسرے مذاہب کے لیڈروں اور بانیوں کو گالیاں دینے ہی اپنے واعظ کی غرض سمجھتے ہیں بلکہ جواب دندان شکن ملنے پر اپنے مخالف کو عدالت تک لیجانے کی دھمکی دیا کرتے ہیں۔

رسالہ سراج الحق

میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مسیح کی وفات میں اس طرز کا رسالہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ۔ قیمت ۳ علاوہ محصول باہر چار رسالوں سے کم روانہ نہ ہونگے ۔

خاکسار سراج الحق نعمانی قادیان دارالامان

ایک خط

گذشتہ اشاعت سے آگے

جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ اس بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں بعض فقراء نقشبندی و سہروردی وغیرہ نے بھی ان شعبوں کی طرف بہت توجہ کی تھی شیخ محی الدین ابن عربی کو اس میں کامل مہارت تھی۔ بعض لوگ اس شبہ میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مردہ زندہ ہو جائے یا کوئی جماد جاندار بن جائے تو اس میں کونسا شرک ہے ایسے لوگوں کو جاننا چاہیئے کہ ہر جگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں اور دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہوتا ہے اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے وہ فعل الٰہی ہوتا ہے نبی کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا اور نبی خواہ دعا کرنے کے بعد فوت ہو جائے نبی کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔ لیکن اس جگہ وہ صورت نہیں۔ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھلاتے رہتے تھے وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کہیں ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے اور پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتے تھے بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے کام اقتداری طور پر یعنی بغیر دعا کے دکھاتا۔ اقتداری کے یہ معنی نہیں کہ بغیر اذن الٰہی کے ایسے کام دکھاتا تھا۔ کیونکہ پارہ ۲۴ سورہ مومن کے آخر میں ہے وما کان لرسول ان یاتی بآیة الا باذن اللہ یعنی کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ کوئی نشان مگر حکم سے اللہ کے۔

پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ سب کام عمل الترب کے ذریعہ سے کیے جاتے تھے تو ایسے معانی کے لیے قرائن سیاق و سباق موجود ہیں اس اجمال کی تفہیم کے لیے ایک مختصر تمہید بیان کی جاتی ہے۔

غور سے سنو! کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنمیں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولا رسول اکرم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے اسے ظاہر فرمایا تھا (۲) دوسرے معجزات عقلی ہیں وہ اس خارق عقل کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صرح ممرد من قواریر ہے جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب اے مخالفو! سیاق آیت دیکھو ویعلمہ الکتب والحکمة والتوراة والانجیل۔ اور نیز دیکھو وانبئکم بما تاکلون۔ اور نیز دوسری جگہ مائدہ میں بھی یہ آیات بصیغہ خطاب آئی ہیں۔ ان کا سیاق دیکھو واذ علمتک الکتب والحکمة والتوراة والانجیل اور نیز اس سے اوپر یہ بھی آیا ہے واذ ایدتک بروح القدس یہ سیاق و سباق آیات سے ظاہر ہوا کہ یہ معجزہ عقلی و علمی معجزہ ہے۔ یعنی حضرت مسیح کو ایک بالاتر عقل عطا فرمائی گئی جس سے انھوں نے سمجھ لیا کہ انسان کی روح میں یہ خاصیات ہیں جن کے ذریعہ سے عجائبات مذکورہ بالا ظہور پذیر ہو سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو یہ سمجھ یہ عقل حاصل نہ تھی یہ عقل خارق عادت تھی الہام الٰہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی چنانچہ اذن کے معنے آگاہی و دانش بھی صاحب صراح نے لکھے ہیں اور لفظ اذان بھی اسی معنی میں مستعمل ہوا اور آیة فاذنوا بحرب من اللہ و رسوله میں بھی یہی معنی ہیں۔ وہ لفظ اذن بھی اس معنی پر شاہد قوی ہے اب اگر مخالف یہ کہیں کہ پھر احیی الموتی کے کیا معنی ہوں گے تو جواب اسکا یہ ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے وہ مردے زندہ ہوتے تھے جو قریب الموت تھے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باعتبار مایؤل کے انکو موتی کہا گیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے من قتل قتیلا فله سلبه یہ معنی ہمارے مذاق کے طور پر نہیں ہم جو حقائق بیان کرتے ہیں وہ آگے عنقریب بیان کریں گے۔ اگر مخالفین یہ اعتراض کریں کہ جائز ہے کہ مسیح کو خدا نے خلق طیور کی طاقت عطا فرما دی ہو۔ اول تو جواب یہ ہے کہ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خالقیت و رزاقیت و احیاء و اماتت وغیرہ صفات خاصہ الوہیت سے ہیں اور خاصہ کی تعریف میں یہ امر داخل ہے کہ وہ غیر میں نہیں پایا جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ آخر سورہ حج میں فرماتا ہے

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له وان یسلبهم الذباب شیئا لا یستنقذوه منه ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدره ان اللہ لقوی عزیز۔

یعنی جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں بلکہ اگر مکھی انکی چیز چھینکر لے جائے تو انھیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے وہ چیز واپس لے سکیں انکے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے کہ کیسا ہونا چاہیے

اگر ہمارے مخالف یہ کہیں کہ بلاشک خلق اشیاء عباد سے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر اور اسی طرح احیاء موتی انسان سے بموجب آیة سورہ فرقان ولا یملکون موتا ولا حیوة ولا نشورا کے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ علم منطق میں ثابت ہو چکا ہے کہ ممتنع اور واجب بالذات اور بالغیر ہوتے ہیں مگر ممکن بالغیر نہیں ہوتا۔ اگر مخالف لوگ یہ فرماویں کہ احیی الموتی صاف صریح موجود ہے اسکا ثبوت دو کہ روحانی مردے مراد ہیں، اور موتی کا اطلاق روحانی مردوں پر بھی آیا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ دیکھو پارہ ۲۰ سورہ نمل انک لا تسمع الموتی۔ اگر مخالف لوگ یہ کہیں کہ بلاشک یہاں پر روحانی مردے مراد ہیں لفظ موتی سے مگر آیت زیر بحث میں موتی سے مراد حقیقی مردے مراد ہیں کیونکہ لفظ احیاء اسکے ساتھ موجود ہے تو اے حضرات مخالفین آپ لوگ ذرہ متوجہ ہو کر سمجھ جائیں اور اس قادر سے مدد چاہیں جو سینوں کو کھولتا اور دلوں میں سچائی کا نور نازل کرتا ہے۔

اے حضرات مخالفین خدا کے واسطے آپ لوگ خوب سوچکر اور دلوں کو تھام کر بہت صبر و قرار اور طمانیت اور سکینت کے ساتھ خیال فرماویں۔ دیکھو یہی آیات بصیغہ خطابت اخیر سورہ مائدہ میں بطرح وارد ہیں

واذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیرا باذنی وتبرئ الاکمه والابرص واذ تخرج الموتی باذنی

یعنی اور یاد کر جب تو میری وحی اور الہام سے انسانی نادانوں سے پرندوں جیسے دلبند پرواز انسان سمجھ کر تا تھا اور ان میں ہدایت کی روح پھونکتا تھا تب وہ میری وحی کی برکت و زور سے پرواز کرنے لگتے اور میری وحی سے روحانی اندھوں اور جذامیوں کو اچھا کرتا تھا اور اس وقت کو یاد کر جب تو میری وحی سے ان روحانی مردوں کو جن کے اصلاح پذیر ہونے کی کوئی امید نہ تھی انکی ظلمانی حالت سے نورانی و عرفانی حالت کی طرف نکال دیتا تھا۔

اب اے مخالفو! دیکھو! خود قرآن کریم ہی نے یہ بتا دیا کہ احیی الموتی سے اخرج الموتی مراد ہے۔ کسی اور نے تفسیر نہیں کی خود قرآن شریف ہی نے تفسیر کر دی اب بھی تمہاری قساوت قلبی نہ جاوے تو اسکا کیا علاج ہو سکتا ہے اور آیت اذ ایدتک بروح القدس اس معنی کی اور بھی تائید کر رہی ہے

بعض مخالفین اس مقام پر ایک اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ نبی کا فعل بعینہ خدا کا فعل ہے یعنی مسیح کا طیور کو پیدا کرنا اور احیاء موتی یہ انکا فعل نہیں خدا کا فعل ہے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ فتشابه الخلق علیهم کا مجاب واقع ہو گیا امتیاز کی صورت کیا ہے دوم ہم دریافت کرتے ہیں کہ مسیح کو خدا کے ساتھ عینیت ہے تو یہ باطل ہے کہ مسیح عاجز اور عبد تھے اور اگر غیریت ہے تو کیوں انکا فعل خدا کا فعل شمار کیا گیا۔ اگر کہو عینیت و غیریت دونوں تھی تو پھر وہی قول ہوا کہ وہ دو بھی ہیں اور دونوں ایک بھی ہیں۔

اور نیز نصاری تو فقط توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے قائل ہوئے اور تمہارے نزدیک تو توحید فی التربیع و تربیع فی التوحید وغیرہ بہت دور تک یہ سلسلہ جائز رہا پھر نصاری پر تم کیوں الزام لگاتے ہو اور کیوں انکو برا جانتے ہو اور ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی پر جو لوگوں نے خیال کیا ہے یہ انکی غلط فہمی ہے یہاں پر نفی اعتبارا اور ثبوت رمی اور اسناد رمی اللہ کی طرف مجازا و اعتبارا ہے نہ حقیقتہ جیسے کہ پہلو میں اسناد خلق اللہ کی طرف حقیقتہ ہے یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے دیکھو حواشی مختصر معانی و مطول وغیرہ کو۔ اللہ کی طرف اسناد رمی کو کل علمائے معانی مجاز عقلی مانتے ہیں۔ نہ اسناد حقیقی اور تم جو جواب دیتے ہو مجاز عقلی وہاں کہاں ہے اپنے جواب کو تم خود آپ ہی نہیں سمجھتے۔

اصل امر یہ ہے کہ اگر تم میں کچھ بھی بوئے ایمان ہوتی تو محکمات قرآنیہ کے آگے اسقدر چون و چرا اور رد و انکار پر نہ کھڑے ہو جاتے اور خوف خدا کرتے۔ تمکو تو تمہارے خیالی عقاید پیارے ہیں آیات قرآنی سے تم کو عداوت ہے۔

اور ہمارے مخالف لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو ذاتی طاقت احیاء موتی کی نہیں ہے ہاں خدا کی طرف سے مسیح مالک ان افعال کے ہیں۔ اول تو جواب اسکا ہم یہی دیتے ہیں کہ

خدا نے بتلایا سورۂ فرقان میں صاف فرمایا ہے کہ کوئی شخص موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہو سکتا جیسا کہ وہ فرماتا ہے
الذی له ملك السموات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن له شریك فی الملك وخلق كل شیء فقدره تقدیرا واتخذوا من دونه الهة لا یخلقون شیئا وهم یخلقون ولا یملکون لانفسهم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوة ولا نشورا یعنی وہ خدا وہ خدا ہے جو تمام زمین و آسمان کا اکیلا مالک ہے کوئی اُس کا حصہ دار نہیں اُس کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ اُس کے ملک میں کوئی اُس کا شریک اور اُسی نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور پھر ایک حد تک اُس کے جسم اور اُس کی طاقتوں اور اُس کی عمر کو محدود کر دیا اور مشرکوں نے بجز اُس خدائے حقیقی کے اور ایسے ایسے خدا مقرر کر رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ اور مخلوق ہیں اپنے ضرر اور نفع کے مالک نہیں ہیں اور نہ موت اور زندگی اور جی اٹھنے کے مالک ہیں۔

اب دیکھو خدا تعالےٰ صاف صاف طور پر فرماتا ہے کہ بجز میرے کوئی خالق نہیں بلکہ ایک دوسری آیت میں جو سورۂ حج میں ہے فرمایا ہے کہ تمام معبود مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور صاف صاف طرز پر فرماتا ہے کہ کوئی شخص موت حیات کا مالک نہیں ہے۔ اس جگہ سے ظاہر ہے کہ اگر کسی مخلوق کو موت و حیات کا مالک بنا دیتا اور اپنی صفات میں شریک کر دیتا تو اُس عادت میں داخل ہوتا تو بطور استثناء ایسے لوگوں کو ضرور باہر رکھ لیتا۔

پھر اس پر بھی بعض مخالفین باز نہیں آتے کہیں کہ ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ بالاستقلال ذاتی طور سے مسیح احیاء موتیٰ نہیں کرتے تھے۔ احتمال ہے کہ خدا کی طرف سے اُنکو یہ اختیار حاصل ہوا ہو اور خدا کی طرف سے مالک ہوئے احیاء موتیٰ کے۔ اس کا بہت ظاہر جواب تو یہ ہے کہ احتمالات پر عقائد کا بنایا جانا نہیں ہوتی ہے دلائل قطعیہ براہین کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں اس احتمال کی بھی جڑ کاٹے دیتا ہوں خداوند کریم خود سورۂ مائدہ میں فرماتا ہے کہ میرے بغیر کسی بھی کوئی مسیح مالک احیاء موتیٰ وغیرہ کا نہیں لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم قل فمن یملك من الله شیئا ان اراد ان یهلك المسیح ابن مریم وامه تفسیر معالم نے اسکی تفسیر فمن یملك من الله شیئا میں لکھا ہے من یقدر ان یدفع من امر الله شیئا اذ قضاه اور تم لوگ پہلے سمجھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے

کہ جس پر موت کا حکم صادر ہو گیا۔ یعنی مر گیا اس پر میرا یہ حکم صادر ہو گیا کہ وہ پھر قبل قیامت کے اس عالم میں زندہ نہیں کیا جائے گا۔ پھر اے مخالفو! تم ہوش میں آ جاؤ۔ اگر تم یہ اعتقاد رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اپنے دفع امر اور رد قضا کا مسیح کو مالک بنا دیا ہے تو یہ سخت خطرناک عقیدہ ہے۔ اس آیت سے تو صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مدافعت حکم کا مالک نہیں بنایا۔ پھر تم کیسے خلاف اس کے معتقد ہو جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو مالک بنا دیا ہے کہ وہ خدا کے احکام نافذ شدہ کو ٹال دیا کرے۔ اے دانشمندو خدا تعالیٰ نے تو یہ حکم نافذ فرمایا کہ مردہ قبل قیامت اس عالم میں زندہ نہ کیا جائے گا پھر کیا تم یہ تجویز کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ حیلہ تراشا ہے کہ مسیح کو اس حکم کے ٹالنے کا مختار بنا دیا ہے۔

ایک فرق تمہارا ہیئت ایسا ہی ہے جس کا اعتقاد تمہارے اعتقاد کے مثل ہے۔ اے میرے مخالفو! خدا سے ڈرو۔ تم ایک انسان کی مخالفت میں جھلا کر اور جھنجھلا کر کیوں خدائے تعالیٰ اور اُسکے کلام کے اور اُسکے رسول کے مخالف بنے جاتے ہو۔ کہیں ضد اور اصرار بیجا کے جوش میں یا معاصرت کی اکڑ فوں کے فراروں میں آ کر ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔

اے جناب ماسٹر نور الدین صاحب آپ کو لازم ہے کہ اس عقیدہ کی تحقیق کر کے رد و انکار پر کمر بستہ ہونا ورنہ آپ اس آیت لا تقف ما لیس لك به علم کے مخالف ٹھیرینگے۔

جناب ماسٹر صاحب! ذرا انصاف فرما کر اور حق طلبی اور صداقت کی روح لیکر پچیسویں پارہ سورہ شوریٰ کی آیات مرقومة الذیل پر غور کرو

ام اتخذوا من دونه اولیاء فالله هو الولی وهو یحی الموتی وهو علی كل شیء قدیر۔ دیکھو مترجموں نے بھی یہ لکھا ترجمہ یہ بھی لکھا ہے۔ سو اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مُردے۔ دیکھو قواعد معانی بلاغت کے رو سے بھی یہاں پر ہو ضمیر فصل کا لانا مفید معنی حصر ہے اور یہ جبکہ غیر ذات باری بھی اسمیں شریک ہو سکتا، عام ہے کہ یہ شرکت باذن ہو یا بغیر اذن ہو دونوں صورتوں میں۔ حصر منقوض ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے تو ہم نے شروع میں بھی کہا تھا کہ یہ اوصاف مخصوصہ الوہیت کا ہیں اور خاصہ کی تعریف ہی یہ ہے ما یوجد فیه لا یوجد فی غیره۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مسیح غیر اللہ میں داخل ہیں عین ذات باری تعالیٰ نہیں جیسا کل اہل اسلام اس کو

مانتے ہیں اور پھر جب کہ صفات باری تعالیٰ کو بھی علمائے متکلمین نے لا عین کہا ہے تو اور دیگر مخلوقات ممکنات کیونکر لا عین ہو سکیں گے۔ افسوس ہے کہ مخالف الرائے مولوی صاحبان ہم مخالفت بیما خاصہ کی تعریف کو بھی گاؤ خورد کر گئے اور اسی طرح سے سورہ جاثیہ کی اس آیت پر غور کرو

واذا تتلی علیهم ایاتنا بینات ما کان حجتهم الا ان قالوا ائتوا بابائنا ان کنتم صادقین قل الله یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیمة لا ریب فیه ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

دیکھو یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی نے مردے زندہ نہیں کیے اگر ایسا سابق میں ہوا ہوتا یا مسیح سے یا حال میں رسول اکرم سے احیاء موتیٰ کا امکان ثابت کرنا منظور ہوتا تو جناب باری جواب میں اُن کافروں کے حق کا مقولہ یہ تھا وما یهلکنا الا الدهر بھلا ایسے دہریے لوگوں کو بنا بر واقعات اور مشاہدات زمانہ سابقہ تاریخیہ کے یہ جواب دینا کافی اور مسکت تھا۔ کہ تم کیسے احیاء آباء و اجداد کی تمنا کرتے ہو۔ پہلے بھی مسیح نے مردوں کو زندہ کیا جیسا کہ یہ مردوں کا زندہ کرنا لوگوں کے مشاہدہ میں آ چکا ہے تم کیسے لوگ جاہل اور ہٹ دھرم ہو کہ مشاہدات کا بھی انکار کرتے ہو حالانکہ برخلاف اس کے خداوند کریم نے جواب مذکور الصدر کا قرآن میں ذکر بھی نہیں فرمایا کہ ... اللہ ہی تم کو جلاتا ہے پھر تمکو مارے گا پھر اکٹھا کرے گا تم کو قیامت کے دن لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس اس جواب سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں مسیح نے مردے زندہ کیے ہیں وہ لا یعلمون میں داخل ہیں۔ اور پھر یہ بھی مسیح ہے کہ وہ لوگ اکثر ہیں اسی واسطے جو عالم ما کان وما یکون کا ہے اُس نے فرمایا ولکن اکثر الناس لا یعلمون اور یہ جملہ ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع الی یوم القیامة کے منکر تھے اور ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع قبل یوم القیامة کے قائل ہیں۔ افسوس ہے یہ لوگ آپ ہی یہ سنایا کرتے ہیں کہ السکوت فی معرض البیان بیان اور آپ ہی اس قضیہ مسلمہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور آپ بڑے بڑے ہو و غلغلہ میں ایک بڑے زور و شور کے ساتھ سنایا کرتے تھے کہ ہرگز حضرت شیخ عبد القادر نے مُردے زندہ نہیں کیے۔ مردے قبل یوم بعث زندہ

ہو ہی نہیں سکتے ہیں خدا خود وعدہ فرما چکا ہے ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے ان الله لا یخلف المیعاد۔ ہاں اگر ہو تو تغلیت کذب باری کا لازم آتی ہے جو مستلزم ہے ... ابطال آیة ان الله لا یخلف المیعاد کو ہے اس پر معلوم یہ لوگ کیونکر ان باتوں کو فراموش کر گئے اور صد ہا آیات پر پانی پھیرتے چلے جاتے ہیں خدا ان کو ہدایت کرے۔ ... اور نیز ان آیات شریفہ کے مطالب پر بھی غور کرو جو پارہ اول کے تیسرے رکوع کے آخر میں موجود ہیں کیف تکفرون بالله وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون یعنی تم اللہ تعالیٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو تم مردہ تھے اُس نے ہی تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو موت دیگا پھر زندہ کرے گا آخر وہی مرجع و مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی پر ایک لطیف دلیل پیش کی ہے۔ اس طور پر کہ کیا تم اُس اللہ کا انکار کر سکتے ہو جس نے تم کو محض عدم سے زندہ بنایا یا نطفہ کی حالت میں مردہ تھے زندگی بخشی۔ جاہل تھے عالم بنایا۔ کچھ نہ تھے سب کچھ کیا۔ انسان کیا۔ انسان اپنی حالت پر اگر غور کرے تو وجود باری تعالیٰ کے لیے اسے کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی اسی لیے اس دلیل کو اللہ تعالیٰ نے کیف سے شروع فرمایا جو تعجب کے لیے آتا ہے یعنی ہستی الٰہی ایسی جلی ہستی ہے کہ اُس کا انکار موجب تعجب ہے۔ ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ احیاء اموات اللہ تعالےٰ کا ایک خاص فعل ہے اور اس نوع احیاء میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے کیونکہ یہ تو ہستی باری تعالیٰ پر ایک دلیل ہے۔ اور لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح نے مُردوں کو زندہ کیا جیسے اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالےٰ کا ایک فعل خاص ہے اور اُسکی ہستی کے لیے دلیل ہے پس اس رنگ میں اگر مسیح نے مردوں کو زندہ کیا تو نقض الدلیل لازم آوے گا۔ جو دلیل اللہ مستدل کی شان پر داغ نقص و عیب لگاتا ہے پھر اسی سلسلہ دلیل ہستی باری تعالیٰ پر فرمایا

هو الذی خلق لكم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسوٰهن سبع سموات وهو بكل شیء علیم

اللہ وہ ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے پیدا کیا ہے اور اُس نے سب مخلوق کو تمہاری ... پیدا کیا ہے پھر آسمان کی طرف قصد کیا۔ اُسکو ٹھیک ٹھاک کیا اور اس پر دلیل ہے ... ہر شے کا عالم کامل ہے۔ قرآن کریم ... فرماتا ہے وہ واقعات کی بنا پر ہوتا ہے ...

مد نظر وہ تمام مذاہب ہوتے ہیں جو اسلام کے مخالف ہیں اور اس کے طرز بیان میں ایک اور بھی خوبی ہے کہ وہ ہر دعوی کی دلیل خود ہی بیان فرماتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آریوں کے اس اعتقاد کی تردید فرمائی ہے جو انھوں نے فلاسفروں کی تقلید سے بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی موجودات میں سے کسی کا بھی خالق نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی عیسائیوں کی اس عقیدہ کو باطل کیا ہے کہ مسیح بھی خالق ہے اس نے چڑیاں بنائی تھیں ان دونوں باتوں کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں **ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا** یعنی جو کچھ زمین میں ہے وہ سب کچھ اللہ ہی نے نہ کسی اور نے تمھارے فائدہ کی خاطر پیدا کیا ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں جو کچھ موجود ہے یہ سب اللہ ہی کی مخلوق ہے نہ کسی دوسرے کی اب وہ نادان جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بھی مٹی کے پرندے اور چڑیاں بنایا کرتے تھے کہ وہ مسیح کے بنائے ہوئے پرندے کہاں ہیں۔ اب آگے جو دلیل **ھو بکل شیء علیم** بیان فرمائی۔ یہ دلیل منطقیوں کے شکل اول کے حد بدیہی الانتاج ہے اسطرح پر قائم ہوتی ہے۔ صغریٰ اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل عالم ہے۔ کبریٰ یہ ہے اور جو تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل اور پورا پورا عالم ہے وہی تمام موجودات کا خالق ہے۔ پس نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام موجودات کا خالق ہے۔ صغریٰ مسلم فریقین ہے۔ رہا کبریٰ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل کسی چیز کا اس کے بنانے پر قادر کر دیتا ہے۔ اسی لیے حکما کا مقولہ ہے کہ جب علم اپنے حد کمال تک پہنچ جاتا ہے تو عین عمل ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو چیز مخلوق ہوتی ہے اس کا کامل اور پورا علم اس کے خالق ہی کو ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جسقدر قدرتی چیزیں ہیں کوئی دوسری ہستی اسکو نہیں بنا سکتی ہے کیونکہ اس دوسری ہستی کو ان چیزوں کا پورا پورا علم نہیں ہے۔ پس آریہ صاحبان کا یہ اعتقاد کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ باطل ہو گیا۔ اگر اپنے گمان میں اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہیں تو یہ ثابت کریں کہ اللہ کو ان کے اعتقاد کے موافق علم تام کیونکر ہو سکتا ہے اس اعتقاد سے تو معاذ اللہ علم تام باری کی نفی لازم آتی ہے اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے۔ اور مسلمان صاحبان جو کہتے ہیں کہ مسیح خالق طیور ہے وہ ثابت کریں کہ علم کامل اور پورا پورا تام جو صفت مخصوصہ جناب باری ہے۔ وہ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دیدیا تھا حالانکہ یہ مسلم فریقین ہے کہ یہ صفت علم کامل کسی مخلوق میں نہ ذاتی طور پر ہے نہ مستعار طور پر ہو سکتی ہے۔

اگر کہو کہ علم تام صناع لوگوں کو ہوتا ہے تو لازم آئیگا کہ قدرتی اور مصنوعی چیزوں میں امتیاز نہ ہو۔ حالانکہ یہ مسلم بات ہو کہ قدرتی چیزیں کبھی مصنوعی نہیں ہو سکتیں اور مصنوعی چیزیں کبھی قدرتی نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ ایک گھاس کا تنکا یا گندم کا دانہ قدرتی ہیں کبھی مصنوعی نہ ہوں گے۔ کوئی انسان کیسا ہی دانشمند ہو اور مدبر اور موجد کیوں نہ ہو۔ اسکو نہ بنا سکے گا۔ اسی طرح پر کپڑا یا روٹی مصنوعی چیزیں ہیں مگر خدا تعالیٰ کی غیرت کے خلاف ہے کہ روئی کے بجائے کپڑا پیدا کرے یا گندم کے دانہ کے بجائے روٹیاں اگائے۔

اب یہ صاف شدہ اور ثابت شدہ صداقت ہے۔ اسی معیار پر اس مسئلہ کو پرکھنا چاہیے یہی معیار خود فیصلہ کر دے گا۔

الراقم خاکسار عبد الرحیم ساکن بھیرہ عفا اللہ عنہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عالم اخبارات

عصر جدید جو میرٹھ سے ماہوار تمدنی اصلاح قومی ترقی اور پالیٹکس پر نکلتا ہے جنوری کی اشاعت میں اخونزادہ مولوی عبد اللطیف شہید کے متعلق پیسہ اخبار کی رائے پر حسب ذیل ریمارک کرتا ہے۔

قتل مذہبی روزانہ پیسہ اخبار جو چند ماہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ جاری ہے اور اس ملک میں مسلمانوں کا ایک ہی روزانہ اخبار ہے ۸ دسمبر ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں ملا عبد اللطیف کے قتل کے بارہ میں ایک مضمون لکھتا ہے جس میں ایک حد تک غریب صاحبزادہ کے قتل کی حمایت کی گئی ہے اور جس کی مثال یورپ کے قومی تعصب و مذہبی فدائی سے دیگئی ہے۔

لائق ایڈیٹر کی اس رائے سے ہمکو قطعی اختلاف ہے کوئی شخص لحظہ کے لیے ہمکو قادیانی مرزا کا معتقد نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہم اس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے مگر ہم عقاید اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے۔ کوئی ملک کوئی قوم علم یا تقوی میں ترقی نہیں کر سکتی جو اپنی مسلمہ عقاید کے خلاف بات سننے سے اسقدر کافر ہو کہ غیر مقلد کو آگ یا تلوار یا پتھر سے سزا دے۔ یہ تعصب دنیا میں سچ کے پھیلنے کو روکتا ہے اور قوموں کو سخت جہالت اور تاریکی میں ڈالتا ہے۔

ہم خدا سے بڑھ کر نہیں ہیں اور رسول سے زیادہ دین کے ہمدرد نہیں ہو سکتے۔ جب خدا عقائد کے اختلاف کو نہیں مٹانا چاہتا اور تنزیل میں کہہ دیا گیا کہ تو انسانوں پر نگاشتہ نہیں ہے تو کیا ہم ملاکس شمار میں ہیں۔ اگر وہ حق و باطل کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاویں اور دنیا کا نظم و نسق انکی رائے کے موافق ہو تو دنیا کا کارخانہ کیسے چل سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک سخت سے سخت سزا جو ایک مخالف اعتقاد شخص کو مصلحتاً دیجا سکتی ہے وہ جلاوطنی ہے۔ زندگی کا معاوضہ انسان نہیں کر سکتا اسلیے سوا اس صورت کے جب کہ سلطنت کے امن میں خلل کا یقین واثق ہو اور قتل سے کمتر کوئی سزا دینی نہ ہو۔ یا اس صورت میں جبکہ کسی شخص نے قتل کر دیا ہو ان صورتوں کے سوا کوئی تیسری صورت ایسی معلوم نہیں ہوتی جس میں موت کی سزا دیجاوے۔ بہر حال مسلمانوں میں زیادہ وسیع الخیالی کی ضرورت ہے اور ہرگز کسی مخالف فرقہ کے قتل سے خوش نہ ہونا چاہیے۔

ایدوست بر جنازہ دشمن چو بگذری
شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

عصر جدید کے لائق ایڈیٹر کی یہ رائے "ہم اس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے" ہمارے نزدیک سلسلہ عالیہ کی تحریروں سے ناواقفیت کو ظاہر کرتی ہے۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مسلمانوں کے دل سے ان قابل نفرت خیالات کو دور کرنا چاہتے ہیں جو خونی مہدی اور خونی مسیح کے اعتقاد کے رنگ میں انکے دلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور جہانتک ہمارا خیال ہے عصر جدید کے لائق ایڈیٹر کی تحریر سے بھی یہی ترشح ہو رہا ہے کہ "وہ عقائد اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے" پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ عصر جدید کیوں اس کوشش کو پسند نہیں کرتا جو جہاد کے خیالات کے دور کرنے میں کی جاتی ہے یہ کوشش تو بہت مبارک کوشش ہے کہ جسمیں ہر امن جو اور نیک خیال انسان کو شریک ہونا چاہیے سید احمد خان صاحب بالقابہ نے بھی اپنی موت سے چند روز پیشتر حضرت حجۃ اللہ کے متعلق ۲۴ جولائی ۱۸۹۸ء کے تہذیب الاخلاق میں جو مضمون شائع کیا تھا وہ اسی کی تائید اور حمایت میں تھا پھر تعجب ہے کہ عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب کو یہ کوشش ناپسند کیوں ہے بہر حال خواہ حضرت اقدس کی کوشش کو کتنا ہی ناپسند کرے حضرت اقدس اپنے فرض منصبی سے غافل نہیں ہو سکتے۔ اور وہ جہاد کے بیہودہ خیالات کو مسلمانوں کے دلوں سے دور کرنا ہی چاہتے ہیں۔

عصر جدید کے اس ریمارک سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ پیسہ اخبار نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے قتل کی بیجا حمایت کی ہے مگر پیسہ اخبار کبھی اپنی غلطی کا اعتراف کرنیکو طیار ہو گا

احیاء السنہ لاہور جو چکڑالوی کی بے دینی کی اصلاح کے لیے لاہور سے شائع ہونے لگا ہے ہمکو ان تحریروں پر توجہ لینے کے لیے متوجہ کرتا ہے جو وقتاً فوقتاً چکڑالوی صاحب کے رسالہ اشاعۃ القرآن میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ہوتی ہیں۔ ہم اس یاد دہانی کے لیے معاصر موصوف کے شکر گزار ہیں۔ اور انشاء اللہ عند الضرورت چکڑالوی کے زہریلے خیالات پر توجہ کی جائیگی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ایک نیا مہدی کاذب پھانسی دیا گیا نادان کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ کو مہلت دیجاتی ہے اور وہ ایک مدت تک زمانہ ہیانتک کہ اتنا زمانہ جو زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو پا لیتا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ محض افترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور سچی رسالت پر حملہ ہے اور آیت شریفہ **لو تقول علینا بعض الاقاویل** کے صریح خلاف ہے اور اسکی نظیریں آئے دن نظر آتی رہتی ہیں چنانچہ حال ہی میں ایک نیا مہدی کاذب محمد الامین سوڈان میں گرفتار ہو کر پھانسی دیا گیا ہے + اور اسطرح اس کے مفتریانہ دعوی کا خاتمہ ہو گیا ہے اسکے متعلق مختصر حالات اسطرح پر شائع ہوئے ہیں کہ سوڈان کے ڈپٹی گورنر جنرل کرنل ماہن نے انگلستان کو جاتے ہوئے خرطوم میں سنا کہ ایک شخص محمد الامین نامی نے جنوبی کردفان میں اپنے آپ کو مہدی مشہور کر رکھا ہے چونکہ اس حرکت سے بڑے بھاری مفسدہ کا اندیشہ تھا اُسنے اسیوقت دو سو سوار ذکی فوج اگبرٹ میں سوار کر کے نیل سفید کی جانب روانہ کری اور ساتھ ہی حکم بائد دو سو سپاہیونکی پیادہ فوج معہ دو مکسیم توپوں کے میرے رسالہ کے ساتھ مقام تکالا آملے فوجکو دو سو میل کا لمبا اور دشوار گذار سفر صحرائی ملک میں بہت جلد طے کرنا پڑا جو بوجہ بارش کے اور بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوا جب فوجکو پتہ لگا کہ مہدی ایک گاؤں میں ہے انھوں نے ایک لمبا کوچ کر کے دن نکلتے ہی اُسکو جا دبایا۔ کچھ خفیف سی گولہ باری ہوئی اور مہدی نے گھبرا کر اطاعت قبول کر لی اور قید ہو کر العبید بھیجا گیا۔ بعد ازاں اسپر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور اسے پھانسی دیگئی اسطرح اس مفتری کا خاتمہ ہوا۔ پھانسی پر اسکی لاش صاف کہہ رہی تھی مصرعہ

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر بفضل خدا شائع ہوا

کرتا ہے۔ یہ سخت گناہ ہے اللہ تعالیٰ کا امتحان نہیں کرنا چاہیے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک زمیندار اپنی زمین میں تردد تو نہیں کرتا اور بیج کاشت کئے دعا کرتا ہے کہ اس میں غلہ پیدا ہو جاوے وہ حق تدبیر کو چھوڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کا امتحان کرتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح پر جو شخص صرف تدبیر کرتا ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا اور خدا تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا وہ ملحد ہے

جیسے پہلا آدمی جو صرف دعا کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا وہ خطا کار ہے اسیطرح یہ دوسرا جو تدبیر ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ ملحد ہے مگر تدبیر اور دعا دونوں باہم ملا دینا اسلام ہے اسی واسطے میں نے کہا ہے کہ گناہ اور غفلت سے بچنے کے لیے اسقدر تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ہے اور اسقدر دعا کرے جو دعا کا حق ہے۔

اسی واسطے قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ فاتحہ میں ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھکر فرمایا ہے **ایاک نعبد و ایاک نستعین** ایاک نعبد اسی اصل تدبیر کو بتاتا ہے اور مقدم اسکو کیا ہے کہ پہلے انسان رعایت اسباب اور تدبیر کا حق ادا کرے مگر اسکے ساتھ ہی دعا کے پہلو کو چھوڑ نہ دے بلکہ تدبیر کے ساتھ ہی اسکو مدنظر رکھے۔ مومن جب **ایاک نعبد** کہتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو معاً اس کے دل میں گذرتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں جب تک اسکا فضل اور کرم نہ ہو۔ اس لیے وہ معاً کہتا ہے **ایاک نستعین** مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے جسکو بجز اسلام کے اور کسی مذہب نے نہیں سمجھا۔ اسلام ہی نے اسکو سمجھا ہے۔ عیسائی مذہب کا تو ایسا حال ہے کہ اس نے ایک عاجز انسان کے خون پر بھروسہ کر لیا اور انسان کو خدا بنا رکھا ہے۔ ان میں دعا کے لیے وہ جوش اور اضطراب ہی کب پیدا ہو سکتا ہے جو دعا کے ضروری اجزا ہیں وہ تو ان شاء اللہ کہنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ لیکن مومن کی روح ایک لحظہ کے لیے بھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ کوئی بات کرے اور ان شاء اللہ ساتھ نہ کہے۔ پس مسلم کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ اسباب و علل ہونے والا اس اصل کو مضبوط پکڑے۔ تدبیر بھی کرے اور مشکلات کے لیے دعا بھی کرے اور کرتا رہے اگر ان دونوں چیزوں میں سے کوئی ایک بیکار ہو تو کام نہیں چلتا ہے۔ اس لیے ہر ایک مومن کے واسطے ضروری ہے کہ اسپر عمل کرے۔ مگر اس زمانہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دعا سے غفلت کی جاتی ہے بلکہ اسباب پرستی اسقدر بڑھ گئی ہے کہ تدابیر دنیا ہی کو خدا بنا لیا گیا ہے اور دعا پر ہنسی کی جاتی ہے اور اسکو ایک فضول شے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سارا اثر یورپ کی تقلید سے ہوا ہے۔ یہ خطرناک زہر ہے جو دنیا میں پھیل رہا ہے مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زہر کو دور کرے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض

چنانچہ یہ سلسلہ اس نے اسی لیے قائم کیا ہے تا دنیا کو خدا کی معرفت ہو

اور دعا کی حقیقت اور اسکے اثر سے اطلاع ملے بعض لوگ اس قسم کے بھی ہیں جو بظاہر دعا بھی کرتے ہیں مگر انکے فیوض اور ثمرات سے بے بہرہ رہتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ **آداب الدعاء** سے ناواقف ہوتے ہیں اور دعا کے اثر اور نتیجہ کے لیے بہت جلدی کرتے ہیں اور آخر تھک کر رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریق ٹھیک نہیں ہے پس کچھ تو پہلے ہی زمانہ کے اثر اور رنگ سے اسباب پرستی ہو گئی ہے اور دعا سے غفلت عام ہو گئی خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رہا۔ نیکیوں کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اور کچھ ناواقفی اور جہالت نے تباہی کر رکھی ہے کہ حق کو چھوڑ کر صراط مستقیم کو چھوڑ کر اور طریقے اور راہ ایجاد کر لیے گئے ہیں جنکی وجہ سے لوگ بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ اور کامیاب نہیں ہوتے

ابرار اخیار اور اللہ تعالیٰ

سب سے پہلے ضروری ہے کہ جس سے دعا کرتا ہے اسپر کامل ایمان ہو اسکو موجود سمیع۔ بصیر۔ خبیر۔ علیم متصرف۔ قادر سمجھے اور اسکی ہستی پر ایمان رکھے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

مگر کیا کروں۔ کسکو سناؤں اب اسلام میں مشکلات ہی اور آپڑی ہیں کہ جو محبت خدا تعالیٰ سے کرنی چاہیے وہ دوسروں سے کرتے ہیں اور خدا کا رتبہ انسانوں اور مردوں کو دیتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکلکشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تھی مگر اب جس قبر کو دیکھو وہ حاجت روا بنائی گئی ہے۔ میں اس حالت کو دیکھتا ہوں تو دل میں درد اٹھتا ہے مگر کیا کہیں کسکو جاکر سنائیں۔ دیکھو قبر پر اگر ایک شخص بیس برس بھی بیٹھا ہوا پکارتا رہے تو اس قبر سے کوئی آواز نہیں آئیگی مگر مسلمان ہیں کہ قبروں پر جاتے اور انسے مرادیں مانگتے ہیں۔ میں کہتا ہوں وہ قبر خواہ کسیکی بھی ہو اس سے کوئی مراد نہیں مل سکتی۔ حاجت روا اور مشکلکشا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور کوئی اس صفت کا موصوف نہیں۔ قبر سے کسی آواز کی امید مت رکھو برخلاف اسکے اگر اللہ تعالیٰ کو اخلاص اور ایمان کے ساتھ دن میں دس دفعہ

تو میں یقین رکھتا ہوں اور میرا اپنا تجربہ ہے کہ وہ دس دفعہ ہی آواز سنتا اور دس ہی دفعہ جواب دیتا ہے

لیکن یہ شرط ہے کہ پکارے اسطرح جو پکارنے کا حق ہے۔

ہم سب ابرار اخیار امت کی عزت کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں لیکن انکی محبت اور عزت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم انکو خدا بنا لیں اور وہ صفات جو خدا تعالیٰ میں ہیں ان میں یقین کر لیں۔ میں بڑے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ **ہماری آواز نہیں سنتے اور اس کا جواب نہیں دیتے۔** دیکھو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ایک گھنٹہ میں ۷۲ آدمی آپکے شہید ہو گئے اسوقت آپ سخت نرغہ میں تھے۔ اب طبعاً ہر ایک شخص کا **کانشنس** گواہی دیتا ہے کہ وہ اسوقت جبکہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہونگے کہ اس مشکل سے نجات مل جاوے لیکن وہ دعا اسوقت منشاء الٰہی کے خلاف تھی اور قضا و قدر اس کے مخالف تھے اسلیے وہ اسی جگہ شہید ہو گئے۔ اگر ان کے قبضہ و اختیار میں کوئی بات ہوتی تو انھوں نے کونسا دقیقہ اپنے بچاؤ کے لیے اٹھا رکھا تھا مگر کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قضا و قدر کا سارا معاملہ تصرف تام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے جو اسقدر ذخیرہ قدرت کا رکھتا ہے اور حی و قیوم ہے اسکو چھوڑ کر جو مردوں اور عاجز بندوں کی قبروں پر جاکر ان سے مرادیں مانگتا ہے اس سے بڑھکر بدنصیب کون ہو سکتا ہے؟ انسان کے سینہ میں دو دل نہیں ہوتے ایک ہی دل ہے وہ دو جگہ محبت نہیں کر سکتا۔ اسلیے اگر کوئی زندوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتا ہے وہ حفظ مراتب نہیں کرتا اور یہ مشہور بات ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کی جگہ پر رکھو اور انسان کو انسان کا مرتبہ دو اس سے آگے مت بڑھاؤ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ حفظ مراتب نہیں کیا جاتا زندہ اور مردہ کی تفریق ہی نہیں رہی بلکہ انسان عاجز اور خدا کے قادر میں بھی کوئی فرق اس زمانہ میں نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے [illegible] ظاہر کیا ہے صدیوں سے خدا تعالیٰ کا قدر نہیں پہچانا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت عاجز بندوں اور بے حقیقت چیزوں کو دیدی گئی۔

مجھے تعجب آتا ہے ان لوگوں پر جو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن باوجود مسلمان کہلانے کے خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اسکی صفات میں خدا تعالیٰ کو شریک کرتے ہیں جیسا کہ میں دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کو جو ایک عاجز انسان تھا۔ اور اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوئے ہوتے تو انکی رسالت بھی ثابت نہ ہوتی بلکہ انجیل سے تو وہ کوئی اعلیٰ اخلاق کا آدمی بھی ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن عیسائیوں کے اثر سے متاثر ہو کر مسلمان بھی انکو خدائی درجہ دینے میں کچھ نہیں رہے کیونکہ جیساکہ وہ صاف مانتے ہیں کہ وہ ابتک حی و قیوم ہے اور زمانہ کا کوئی اثر اسپر نہیں ہوا۔ آسمان پر موجود ہے۔ مردوں کو زندہ کیا کرتا تھا۔ جانوروں کو پیدا کرتا تھا۔ غیب جاننے والا تھا۔ پھر اسکے خدا بنانے میں اور کیا باقی رہا۔ افسوس مسلمانوں کی عقل ماری گئی جو ایک خدا کے ماننے والے تھے وہ اب ایک مردہ کو خدا سمجھتے ہیں اور ان خداؤں کا تو شمار ہی نہیں جو مردہ پرستوں اور مزار پرستوں نے بنا رکھے ہیں ایسی حالت اور صورت میں خدا کی **غیرت** نے یہ تقاضا کیا ہے کہ ان مصنوعی خداؤں کی خدائی کو خاک میں ملایا جاوے اور زندوں اور مردوں میں ایک امتیاز قائم کرکے دنیا کو **حقیقی خدا** کے سامنے سجدہ کرایا جاوے

اسی غرض کیلئے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے

یاد رکھو انبیاء علیہم السلام کو جو شرف اور رتبہ ملا وہ صرف اسی بات سے ملا ہے کہ انھوں نے **حقیقی خدا** کو پہچانا اور اسکی قدر کی۔ اسی **ایک ذات** کے حضور انھوں نے اپنی ساری خواہشوں اور آرزوؤں کو قربان کیا کسی مردہ اور مزار پر بیٹھکر انھوں نے مرادیں نہیں مانگی تھیں۔

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کتنے بڑے عظیم الشان نبی تھے اور خدا تعالیٰ کے حضور ان کا کتنا بڑا درجہ اور رتبہ تھا۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجائے خدا تعالیٰ کے حضور کرنے کے ابراہیم کی پوجا کرتے تو کیا ہوتا؟ کیا آپکو وہ اعلیٰ درجہ کے مراتب مل سکتے جو آپ کو ملے ہیں؟ کبھی نہیں پھر جبکہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے بزرگ بھی تھے اور آپ نے انکی قبر پر جاکر یا بیٹھکر ان سے کچھ نہیں مانگا اور نہ کسی اور قبر پر جاکر آپ نے اپنی کوئی حاجت پیش کی تو یہ کسقدر بیوقوفی اور بیدینی ہے کہ آج مسلمان قبروں پر جاکر ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور انکی پوجا کرتے ہیں

اگر قبروں سے کچھ مل سکتا تو اسکے لیے سب سے
پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبروں سے
مانگتے مگر نہیں مردہ اور زندہ میں جس قدر
فرق ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ بجز خدا تعالیٰ کے
اور کوئی مخلوق اور ہستی نہیں ہے جسکی طرف
انسان توجہ کرے اور اُس سے کچھ مانگے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق
زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا
میں کبھی کسیکو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے
اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے
ہے کہ **عشق محمد علی ربہ** یعنی محمد
اپنے رب پر عاشق ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔
حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کو جو شرف ملا
اور جو عزت حاصل ہوئی وہ اسی وجہ سے۔ اور
اگر کوئی پا سکتا ہے تو اسی ایک راہ سے پا سکتا
ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ
کا دامن پکڑا اور قوم اور برادری کی کچھ بھی
پروا نہ کی خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ ساری
دنیا جانتی ہے جس مکہ سے آپ نکالے گئے تھے
اسی مکہ میں ایک شاہنشاہ کی شان اور حیثیت
سے داخل ہوئے۔ قوم اور برادری نے اپنی
طرف سے کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہیں
چھوڑا لیکن جب خدا حافظ تھا وہ کچھ بھی
بگاڑ نہ سکے + میں یقیناً جانتا ہوں اور نبیوں
اور رسولوں کی زندگی اسپر گواہ ہے کہ وہ چونکہ
اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اسلیے وہ
نہیں مرتے جب تک کہ انکی مرادیں پوری نہ
ہو جائیں اور وہ اپنے مقصدوں میں کامیاب نہ
ہو لیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں
دیکھنے کے لیے دیکھیں بلکہ آپ کی دعائیں تھیں
کہ بت پرستی دور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی
توحید قائم ہو اور یہ انقلاب عظیم میں دیکھلو
کہ جہاں ہزاروں بت پوجے جاتے تھے وہاں
ایک خدا کی پرستش ہو + پھر آپ خود ہی موجود
ہو کر مکہ کے اس انقلاب کو دیکھیں کہ جہاں بت
پرستی کا اسقدر زور تھا کہ ہر ایک گھر میں بت
رکھا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی ہی میں سارا مکہ
مسلمان ہو گیا اور ان بتوں کے پجاریوں
ہی نے انکو توڑا اور انکی مذمت کی۔ یہ
حیرت انگیز کامیابی یہ عظیم الشان انقلاب
کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا جو ہمارے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔ یہ
کامیابی آپ کی اصلاح رتبہ کی قوت قدسی
اور اللہ تعالیٰ سے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا
ایک وقت وہ تھا کہ آپ مکہ کی گلیوں میں تنہا
پھرا کرتے تھے اور کوئی آپ کی بات نہ سنتا
تھا اور پھر ایک وقت وہ تھا کہ جب آپ کے
انقطاع کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے یکبارگی دکھلایا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ فوج در
فوج لوگ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔
جب یہ آیت اُتری تو آپ نے فرمایا کہ اس
سے وفات کی بو آتی ہے کیونکہ وہ کام جو
میں چاہتا تھا وہ تو ہو گیا ہے۔
اصل قاعدہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام
اسی وقت تک دنیا میں رہتے ہیں جب تک
وہ کام جس کے لیے وہ بھیجے جاتے ہیں ہو نہ لے
جب وہ کام ہو چکتا ہے تو انکی رحلت کا
زمانہ آجاتا ہے۔ جیسے بندوبست والوں کا
جب کام ختم ہو جاتا ہے تو وہ اس ضلع سے
رخصت ہو جاتے ہیں
اسی طرح جب آیۂ شریفہ **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ**
نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جنپر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے
اس آیت کو سنکر رونے لگے۔ صحابہ میں سے
ایک نے کہا کہ اے بڈھے تجھے کس چیز نے رلایا
آج تو مومنوں کے لیے بڑی خوشی کا دن ہے
تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نہیں
جانتا اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کی بو آتی ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی طبیعت خدا کا شکر ہے بہت اچھی ہے
حسب معمول آپ سیر کو بھی نکلتے ہیں۔ اگرچہ
کسیقدر کھانسی کی شکایت ابھی باقی ہے
(۲) بزرگان ملت خدا کے فضل سے بخیریت
ہیں۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب
امروہہ تشریف لے گئے ہیں۔
(۳) ہفتہ زیر اشاعت میں کسی قدر ترشح ہوا
ہے جو فصل ربیع کے لیے مفید ثابت ہو رہا
ہے۔ موسم میں تبدیلی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔

ہمارے مقدمات

خاکسار ایڈیٹر کو مقدمات کے متعلق ۱۳ جنوری
سے قریباً ۱۰ فروری تک دار الامان سے
باہر رہنا پڑا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ
مقدمات ۱۴ فروری تک ملتوی ہو چکے
ہیں اس بنا پر کہ عدالت بابو چندو لال صاحب
سے انکے انتقال کر دینے کی درخواست دیگئی
چنانچہ ۴ فروری ۱۹۰۴ع کو صاحب ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور کی عدالت
میں یہ درخواستیں بغرض انتقال پیش کی
گئی ہیں صاحب موصوف نے فیصلہ کے لیے
۱۲ فروری ۱۹۰۴ع مقرر کی ہے اس تاریخ پر
مقدمہ بمقام علیوال متصل بٹالہ دورہ میں
پیش ہوگا [illegible]

استفسار اور اُن کے جواب

حل مسائل

کوئٹہ سے کچھ مسائل ایک احمدی دوست نے دریافت
کیے ہیں حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب
سے استفسار کر کے انکا جواب درج کیا جاتا ہے
سوال (۱) کیا جماعت احمدیہ کو اہل ہنود کے ہاتھ کی
مٹھائی وغیرہ اشیا کھانی جائز ہیں۔ **جواب**
قادیان میں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
محلہ احمدیہ رہتا ہے اور یہ کہ ہنود کے ہاتھ کی مٹھائی
وغیرہ برابر آپ لیکر استعمال کرتے ہیں۔ شربت کا
جام اور دیگر ضرورتوں کے لیے مصری ہندو حلوائیوں
کے ہاں سے لیجاتی ہے اور دوسری اشیا بھی۔
(۲) اہل ہنود اہل کتاب میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ وہ
ایک آسمانی کتاب کے مدعی ہیں اور انکا وجود قبل از
بعثت رسالتمآب صلعم چلا آرہا ہے۔
بعض ہنود آریہ سناتن دھرم جو وید کو کلام الٰہی
مانتے ہیں وہ اہل کتاب معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح
پارسی بھی اہلکتاب ہیں ہاں سکھ نہیں ہو سکتے۔
جینی بدھ بھی اکثر کتاب کے قائل ہیں۔
سوال (۲) کیا فوت شدہ شخص کو قرآن مجید
پڑھکر پہونچانا جائز ہے؟ کیا متوفی کے لیے کھانا
پکا کر کھلانا جائز ہے؟ **جواب** دونوں
صورتوں میں ثواب میت کو پہونچتا ہے۔
سوال (۳) یا رسول اللہ کہنے پر وہابی اعتراض
کرتے ہیں کیونکہ یا حاضر اشخاص کے لیے ہے
جواب کیا جب اللہ تعالیٰ کو یا کہکر پکارا
جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے جسمی طور پر
تو اسکا ثبوت نہیں۔ اب رہی صفات کی بات
کہ وہ صفات سے حاضر ہوتا ہے تو اپنی صفات
کی رو سے جو مطالعہ کیا جائے پر صاحب صفات بھی
ہیں سامنے آجاتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم سامنے آجاتے ہیں اور پھر زمانہ نبی موجود
ہیں۔ حضرت میرزا صاحب بھی انکی موجودگی کا
ثبوت ہیں پھر قرآن شریف میں ہے یا حسرۃً
علی العباد کیا حسرت سامنے موجود ہوتی ہے
یا وہ سب عباد ہوتے ہیں جو مخاطب ہوتے ہیں جواب
(۲) فرط محبت یا فرط غم نیز نظم میں غائب کو
ندا کی جاتی ہے اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی
کہ وہ بجسد عنصری موجود ہو بلکہ اظہار محبت
کا یہ ایک طریق ہے۔ نوٹ

حضرت عیسیٰ کے صاحب شریعت نہ ہونے کا ثبوت

گوہیکے ضلع گجرات سے ذیل کا سوال آیا

سوال عیسیٰ علیہ السلام کے موسوی خلیفہ ہونے کو
صاحب شرع رسول نہ ہونیکا کیا ثبوت ہے اور **شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا** الخ کا کیا جواب ہے

جواب (۱) سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا ارسلنا
الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون
رسولا یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسا ہی ایک
رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کیطرف بھیجا تھا۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم صاحب شریعت بذات خود ایک نبی تھے ویسے
ہی حضرت موسیٰ بھی تھے جنسے آپکو تشبیہ دی گئی
اگر آنحضرت اور موسیٰ کے درمیانی زمانہ میں کوئی
اور بھی صاحب شریعت نبی ہوتا تو اس کا حوالہ
دیا جاتا اور کہیں فرمایا کہ مثل عیسےٰ!
(۲) قرآن شریف میں ہے ومن قبلہ کتب موسیٰ
اماما ورحمۃ پ ۱۲ ع ۲ یعنی اس قرآن سے
پہلے حضرت موسیٰ ہی کی کتاب ہے جو کہ امام اور رحمت
ہے یعنی شریعت ہے جسپر کہ عمل کر کے انسان
قرب اللہ کے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے پس
اگر قرآن شریف اور توریت کے درمیان کوئی
اور کتاب بھی شریعت ہوتی یا نبی صاحب
شریعت ہوتا تو اسکی کتاب کو امام اور رحمت
کہا جاتا اس سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ
صاحب شریعت نہ تھے
(۳) انجیل کے معنے خود بشارت یا خوشخبری کے
ہیں اور اس قسم کی بشارتیں عموماً خدا کے برگزیدوں
پر نازل ہوا کرتی ہیں انہیں کوئی خصوصیت
مسیح علیہ السلام کی نہیں ہے اور نہ اس میں
کوئی شریعت ہے اور نہ انجیل کا خود دعوی
صاحب شریعت ہونے کا ہے۔ خود مسیح کا قول
ہے کہ میں توریت سے کوئی نقطہ اور شوشہ کم کرنے
نہیں آیا یعنی اُسے برقرار رکھتا ہوں اس
سے بھی ثابت ہے کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھے
(۴) اس وقت عیسائی اقوام کا عملدرآمد
بھی ایک بڑا ثبوت ہے کہ انجیل شریعت
نہیں ہے اور نہ مسیح صاحب شریعت کیونکہ
ان کو تمدنی اور سیاسی زندگی کے لیے خود
قوانین وضع کرنے پڑتے ہیں۔
(۵) سورہ احقاف آخری رکوع میں ہے کہ
نفرا من الجن نے اپنی قوم سے جا کر کہا انا
سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ
مصدقا لما بین یدیہ کہ ہم ایک کتاب
سن آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے
اگر درمیانی زمانہ میں انجیل شریعت اور مسیح
صاحب شریعت ہوتے تو وہ کہتا کہ جو عیسیٰ کے بعد
نازل ہوئی۔
(۶) آل عمران میں مسیح کی نسبت ہے ویعلمہ
الکتاب والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل
جس سے ظاہر ہے کہ کتاب توریت کی تعلیم مسیح کو دی گئی
تھی اور انجیل صرف حکمت اور دانائی کی باتیں تھیں
نہ کہ شریعت۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس درجہ تک پہنچی
ہے کہ یہ بڑا مرتبہ ہے کہ آپ کو کسی سابقہ کتاب کی حاجت
نہیں دیگئی خدا تعالیٰ نے خود آپکو بلا واسطہ قلم کے
شریعت دی۔ افسوس ان مولویوں پر جو حضرت مسیح کا
درجہ آنحضرت سے بڑھ کر مانتے ہیں اور پھر آپکو
مسلمان سمجھتے ہیں + (ایڈیٹر)

نوٹ۔ [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible] ہے۔ (ایڈیٹر صاحب [illegible])

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

محسن کے معنے

مولا کریم چونکہ شکور ہے اور علیم وخبیر ہے اس لیے وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا محسن کسے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے احسان کی تعریف جبرئیل نے صحابہ کی تعلیم کے لیے پوچھی ہے آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالے کو دیکھتا ہے یا کم از کم یہ کہ یہ یقین کرے کہ اللہ تعالے تجھکو دیکھتا ہے

یہ ایک ایسا مرتبہ عظیم الشان ہے جس کے کسی نہ کسی پہلو کے حاصل ہو جانے پر انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور بڑے بڑے مراتب اور معارج اللہ تعالے کے حضور پا لیتا ہے ساری نیکیوں کا سرچشمہ اور تمام ترقیوں اور بلند پروازیوں کی جان اللہ تعالے پر ایمان ہے انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ کو حاصل ہی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالے پر یقین نہ ہو کہ وہ ہے میں اس بات کے ماننے کے واسطے کبھی طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک دہریہ بھی کبھی اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ والا ہو سکتا ہے + کوئی چیز اسکو گناہوں کے ارتکاب سے نہیں روک سکتی۔ نیکی کا کوئی سچا مفہوم اسکی سمجھ میں آ نہیں سکتا۔ پھر وہ نیکی کیسے کرے اور گناہوں سے کیونکر بچے اُس کی ساری ہی عمر ناامیدیوں اور مایوسیوں کا شکار رہتی ہے وہ اسباب اور علت و معلول کے سلسلہ کے پیچ در پیچ تعلقات میں ہی منہمک رہ کر آخر حسرت اور یاس سے اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے میں نے

مومن اور کافر کی موت

اور ایمان والے دونوں کو مرتے ہوئے دیکھا ہے اور دونوں کی موت میں زمین وآسمان کا فرق پایا ہے + میں سچ کہتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں اور پھر جو چاہے آزما کر دیکھ لے کہ سچی راحت اور حقیقی خوشی صرف صرف ایمان باللہ سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی لائف میں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی واقعہ خودکشی کا نہیں پایا جاتا مومن کی امید اپنے اللہ پر بہت وسیع ہوتی ہے وہ کبھی اس سے مایوس نہیں ہوتا ان کی زندگی کے واقعات کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ ایک ایک وقت اُنپر ایسا آیا ہے کہ زمین اُنپر تنگ ہو گئی ہے لیکن اس شدت ابتلا میں بھی وہ ویسے ہی خوش وخرم ہیں جیسے اس ابتلا کے دور ہو جانے پر۔ وہ کیا بات ہے جو ان کو اس موت کی سی حالت میں بھی خوش وخرم اور زندہ رکھتی ہے فقط اللہ پر ایمان۔

محسنین کا پہلا اور دوسرا درجہ

غرض محسنین کے زمرہ میں داخل ہونا بہت ہی مشکل اور پھر مشکل کشا ہے۔ پہلا درجہ جو محسن کا اعلیٰ مقام ہے کہ وہ خدا تعالے کو دیکھ رہا ہے بعد میں حاصل ہوتا ہے اسکا ابتدائی درجہ یہی ہے کہ وہ یہ ایمان لائے کہ میرے ہر قول وہر فعل کو مولیٰ کریم دیکھتا اور سنتا ہے۔

جب یہ مقام اسے حاصل ہوگا تو ہر ایک بدی کے وقت اس کا نور قلب اس ایمان کی بدولت اس سے روکے گا اور لغزش سے بچائے گا۔ اور رفتہ رفتہ اس کا نتیجہ ہوگا کہ آخر وہ اس مقام پر پہنچ جاوے گا کہ خدا تعالے کو دیکھ لے گا۔ اور یہ وہ مقام ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں لقاء کا مقام کہلاتا ہے۔

پس

جب انسان محسن ہو کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو پھر محفوظ ہو جاتا ہے اللہ تعالے اسکے بہتر بدلے دیتا ہے۔ یہ صرف اعتقادی اور علمی بات ہی نہیں۔ کہانی اور داستان ہی نہیں بلکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

مہاجرین میں خلافت کا راز

میں دنیا کی تاریخ میں جس سے مراد میں انبیاء علیہم السلام کی پاک تاریخ لیتا ہوں بہت سے واقعات اس کی تصدیق میں پیش کر سکتا ہوں اور علمی طریق پر بھی خدا کے فضل سے اس کی سچائی ثابت کرنے کو طیار ہوں مگر ان سب باتوں کو چھوڑ کر میں ایک عظیم الشان واقعہ صحابہ کی لائف کا دکھانا چاہتا ہوں۔ میں ایک عرصہ تک اس سوال پر غور کرتا رہا کہ کیا وجہ تھی جو انصار کو خلافت نہ ملی بلکہ خلافت کے اول وارث مہاجر ہوئے اور مہاجرین میں سے بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حالانکہ انصار میں جنہوں نے بڑی ہمت کی اور ان کی اسوقت کی امداد ہی سے ان کو انصار کا پاک خطاب دیا لیکن اس کا کیا سبب ہے کہ بادشاہی اور حکومت کا انکو حصہ نہ ملا۔ اور پہلا خلیفہ قریشی ہوا۔ پھر دوسرا تیسرا جو تھا بھی یہانتک کہ عباسیوں تک قریشیوں ہی کا سلسلہ چلا جاتا ہے بنو ثقیفہ میں کوشش کی گئی کہ ایک خلیفہ انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے مگر یہ تجویز پاس نہ ہوئی اور کسی نے نہ مانا + آخر مجھپر اس کا سر کھلا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اپنا کام کر رہی تھی انصار نے کیا چھوڑا تھا جو ان کو ملتا مہاجرین نے ملک چھوڑا۔ وطن چھوڑا گھر بار چھوڑا مال واسباب۔ غرض جو کچھ تھا وہ سب چھوڑا اور سب سے بڑھ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ چھوڑا تھا اُس سے کہیں زیادہ بڑھ کر پایا + زیادہ سے زیادہ انکی زمین چند بیگھہ ہوگی جو اُنہوں نے خدا کے لیے چھوڑ دی مگر اس کے بدلہ میں یہاں خدا نے کتنے بیگھے دیئے اس کا حساب ہی کچھ نہیں۔

پس یہ سچی بات ہے کہ جسقدر قربانی خدا کے لیے کرتا ہے اسی قدر فیض انسان اللہ کے حضور سے پاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کتنی بڑی تھی پھر اس کا پھل دیکھو کسقدر ملا۔ اپنی عمر کے آخری ایام میں ایک خواب کی بنا پر جس کی تاویل ہو سکتی تھی حضرت ابراہیم نے اپنے خلوص کے اظہار کے لیے جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ پھر خدا نے انکی نسل کو کسقدر بڑھایا کہ وہ شمار میں بھی نہیں آ سکتی۔ اسی نسل میں محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان رسول خاتم النبیین پیدا کر کے بھیجا۔ جو کل انبیاء علیہم السلام سے افضل ٹھیرا۔ جسکی اُمت میں ہزاروں ہزار اولیاء اللہ ہوئے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل تھے اور لاکھوں لاکھ بادشاہ ہوئے یہانتک کہ مسیح موعود جو خاتم الخلفاء ٹھیرایا گیا ہے وہ بھی اسی اُمت میں پیدا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے اُسے پایا اور اسکی شناخت کا موقع ہمکو دیا گیا والحمد للّٰہ علیٰ ذالک

یہ بدلا یہ جزا کس بات کی تھی؟ اسی عظیم الشان قربانی کی جو اُس نے خدا تعالیٰ کے حضور دکھائی۔ واقعی یہ بات قابل غور ہے کہ ابراہیم کی عمر جب کہ سو برس کے قریب پہنچی اسوقت قوی بشری رکھنے والا کیا امید اولاد کی رکھ سکتا ہے پھر تیرہ برس کی عمر کا نوجوان لڑکا جو ۸۴ برس کے بعد کا ملا ہوا ہو اُسکے ذبح کرنے کا اپنے ہاتھ سے ارادہ کر لینا معمولی سی بات نہیں ہے جس کے لیے ہر شخص طیار ہو سکے غور کرو اس ذبح کے بعد عمر کے آخری ایام ہیں اور قبر قریب ہو۔ پھر کیا باقی رہ سکتا ہے نہ مکان رہا نہ عزت وجبروت۔ مگر اے ابراہیم تجھپر خدا کا سلام! تو نے خدا تعالے کے ایک اشارہ اور ایما پر سارے ارادوں اور ساری خوشیوں خواہشوں کو قربان کر دیا اور اس کے بدلے میں تو نے وہ پایا جو کسی نے نہیں پایا۔ خاتم النبیین اسی اسماعیل کی نسل میں ہوا اور خاتم الخلفاء اسی خاتم النبیین کی اُمت میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پھر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ صدق اور اخلاص کہ ما بیں تعالیٰ کا ارشاد ہوا اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ یعنی اے ابراہیم تو فرمانبردار ہو جا عرض کیا حضور میں تو فرمانبردار ہو چکا اسلم نہیں کہا اسلمت کہا یعنی اپنا ارادہ رکھا ہی نہیں ساتھ حکم الٰہی کے ساتھ ہی تعمیل ہو گئی۔ پھر اس اخلاص سے کیا بدلا پایا یہی کہ ابو الملۃ ٹھیرا۔ جو کچھ چھوڑا اُس سے بڑھ کر ملا۔

اسی طرح سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر غور کرو۔ اہل مکہ نے کہا کہ اگر آپ کو بادشاہ بننے کی آرزو ہے تو ہم تجھکو بادشاہ بنانے کے واسطے طیار ہیں۔ اگر تجھے دولتمند بننے کی خواہش ہے تو دولت جمع کر دیتے ہیں اگر حسین عورت چاہتا ہے تو اس میں مضائقہ نہیں یہ کیا چیز ہیں مگر دنیا پرست کی نظر اس پرے نہیں جا سکتی تھی اسلیے اسی کو پیش کیا آپ نے اسکا کیا جواب دیا؟ یہی کہ اگر سورج اور چاند کو میرے دائیں بائیں رکھ دو تو بھی میں اس اشاعت اور تبلیغ سے رک نہیں سکتا + اللہ! اللہ! کسقدر اخلاص ہے اللہ تعالے پر کتنا بڑا ایمان ہے۔ قوم کی مخالفت ان دکھوں اور تکلیفوں کے سمندر میں اپنے آپکو ڈالدینے کے واسطے رکھیں کسقدر جوش اور گرمی ہے جو اس انکار سے آنے والی تھیں۔ ان تمام مفاد اور منافع پر ٹھوکر دینے کے لیے کتنی بڑی جرأت ہے جو وہ ایک دنیادار کی حیثیت سے پیش کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ کو رحمت رکھکر اسکو مانکر اسکے احکام کی عزت وعظمت کو منظر رکھکر اس قربانی کا بدلا آپنے کیا پایا؟ وہ پایا جو دنیا میں کسی ہادی کو نہیں ملا اور نہ ملیگا

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

کی صدا کسکو آئی؟ اور کسنے ہر چیز میں آپکو وہ کوثر عطا کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی؟ سوچو! اور غور کرو!

میں نے مختلف مذاہب کی کتابوں اسکے ہادیوں اور بانیوں کے حالات کو پڑھا ہے لیکن یہ دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی قوم اپنے ہادی کے لیے ہر وقت دعائیں نہیں مانگتی ہے مگر مسلمان ہیں کہ دنیا کے ہر حصہ میں ہر وقت ہر آن اللّٰهم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم کی دعا آپ کے لیے کر رہے ہیں جس سے آپ کے مدارج ومراتب ہر آن بڑھ رہے ہیں۔ یہ خیالی اور منصوبی بات نہیں واقعی اسی طرح پر ہے دنیا کے ہر آباد حصہ میں مسلمان آباد ہیں اور ہر وقت انکی کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور ہوتا ہے جس میں لازمی طور پر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھا جاتا ہے مقرر نماز کے علاوہ نوافل پڑھنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اور درود شریف وظیفہ کے پڑھنے والے بھی کثرت سے۔ اسطرح پر آپکے مراتب ومدارج کا اندازہ اور خیال بھی ناممکن ہے۔ یہ مرتبہ یہ عزت اور ہادی کو دنیا میں حاصل نہیں ہوا ہے +

باقی آئندہ

مختصر نوٹ اور نکات

اسلامی دنیا اسوقت چلا اٹھی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں پر یہ دن بہت سختی کے ہیں۔ اور مسلمانوں اور اسلام کے سنبھالنے کا یہی وقت ہے۔ اخبارات میں اس قسم کے مضامین کو پڑھ کر ہمیں حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ جس حال میں دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے سرے تک بالاتفاق یک زبان ہو کر مسلمان پکار رہے ہیں کہ **اسلام** اور مسلمان نازک حالت میں ہیں پھر بھی ہم نہیں سمجھتے کہ اس نازک حالت سے بچانے والے کی تلاش انہیں جنون کے درجہ تک کیوں نہیں پہنچ گئی اللوا کے لائق اور فاضل ایڈیٹر مصطفےٰ کامل نے پیرس کے ایک مشہور اخبار میں ایک مضمون لکھا اور اس میں ثابت کیا ہے کہ "اسوقت اسلام پر نہایت سختی کے دن ہیں اور مصر کے ایک مشہور اخبار الظاہر نے سلطان المعظم سے خطاب کر کے لکھا ہے کہ یہی وقت اسلام اور مسلمانوں کو سنبھالنے کا ہے" تو کیا یہ ضرور نہیں اس امر کی داعی نہیں ہیں کہ انا لہ لحافظون کا وعدہ اب پورا ہو؟

مصر کے اخبارات مسلمانوں کی اس نازک حالت کو محسوس کر کے سلطان ٹرکی سے امید کرتے ہیں کہ وہ ان کی حالت کو سدھارے مگر وہ نہیں جانتے **خفتہ را خفتہ کے کند بیدار** سماوی عذاب اور سماوی قضا و قدر کے روکنے کیلئے تقوی اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں ہے مگر افسوس کہ اسکی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں دلائی جاتی اور جو توجہ **دلانے والا ہے** اوس کی بدگوئی اور اس سے بدظنی پھیلانے کو اسلام کی ترقی کا راز سمجھا جاتا ہے۔ اسلام نے شاہانہ جاہ و حشم کے باعث کبھی ترقی نہیں کی۔ ہاں یہی ہے کہ حقیقی اسلام نے سچے مسلمانوں کو بادشاہ بنا دیا جو پھر اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ کسی بادشاہ یا سلطان کو قرار دینا خطرناک غلطی ہے اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی فارغ البالی کا راز ہمیشہ وہ **وجود** رہا ہے جو خدا تعالیٰ سے قوت پاکر دنیا میں آتا ہے اور اپنی قوت قدسی سے ایک عظیم الشان انقلاب دنیا کی روحانی حالت میں کر دیتا ہے پھر یہی روحانی انقلاب مسلمانوں کی اصلاح حالت کا باعث ٹھہرتا ہے اسلئے اسکو شواہد پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا **پاک زمانہ** مسلمانوں کو کبھی بھول نہیں سکتا پھر اسوقت کسی سلطان اعظم کے سہارے سے اسلام باقی تھا یا اسلام کا حافظ **و ناصر** خود رب رحیم ہے اور اسکا مظہر وہ وجود ہوتا ہے **جو خدا سے تائید یافتہ** ہو۔ بس اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی حالت کی [illegible]

رازاسی کے دم عیسوی میں ہوتا ہے۔ افسوس ہو جاتے ہیں کہ اسلام کا بول بالا ہو جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت سنبھلے انہیں اس طبیب حاذق کی طرف رجوع کرنا چاہئے ورنہ اسے چھوڑ کر ساری دنیا کی تدابیر و تجاویز کر کے دیکھ لیں کامیابی کی صورت ناممکن اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کا مصداق صادق آئیگا۔

لاہور کی بائیبل بک سوسائٹی نے ایک سالہ ہمیں بغرض ریویو دیا ہے جسکا نام انہوں نے ابطال مرزا رکھا ہے اور اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے مسیح کا آخری خطاب دجال سے۔ جسکو سیری ناتبہ کی ایک مار کہا ہے۔ اور وہ اس سے بچ کے نہیں جا سکتا۔ ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس رسالہ پر ریمارک کریں۔

لیکن ٹائٹل پیج کا یہ فقرہ ہمکو بہت ہی پسند آیا ہے۔ حقیقت میں یہ بالکل سچ ہے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی حربہ اور ضرب سے **مسیح الدجال** کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں اس پر آکر ختم ہو جاتی ہیں اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان یہ مسلم عقیدہ ہو گیا ہے کہ **دجال** کی آخری اور فیصلہ کن شکست مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ہاتھ سے ہونیوالی ہے۔ اور اب عیسائی دنیا یورپ اور امریکہ میں چلا اٹھی ہے کہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد ایدہ اللہ الاحد نے موجودہ نصرانیت کے مذہبی عقائد اور اصولوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ان کی تحریروں کو پڑھ لینے کے بعد کوئی دانشمند عیسائی نہیں رہ سکتا۔ یورپ کے اہل الرائے عیسائی اس فکر میں ہیں۔ کہ یورپ کو عیسائی رکھنے کے لئے ان کا قومی اور ملکی فرض ہو گیا ہے۔ کہ وہ حضرت حجۃ اللہ کے نیزہ قلم سے عیسائی ذریت کو بچائیں۔

ان دیسی عیسائیوں کو ابھی معلوم نہیں (یا معلوم ہے مگر یہ اس تیر لگنے والے جیسے کیطرح کہہ رہے ہیں کہ ابھی چھوٹ ہو) کہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا میں دجال پاش پاش ہو رہا ہے اور صلیب ٹوٹ رہی ہے۔ بائبل بک سوسائٹی کو ریویو کیلئے انتظار کرنا چاہئے

یہی رسالہ جو بغرض ریویو ہمیں دیا گیا ہے اس کے دوسرے صفحہ پر ایک نوٹس لکھا گیا ہے کہ اس رسالہ پر حضرت اقدس کا کوئی مرید قلم نہ اٹھائے۔ اور لکھا ہے کہ اگر تم پیش از وقت بولوگے تو ہم آئندہ تم سے مخاطب ہوں گے اس بات کو خوب یاد رکھنا یہ سچ ہے صلیب پرستار اور مردہ پرستوں کے ہاں جاری راستی اور صداقت سے کوسوں دور جا پڑتے ہیں۔ ان میں انصاف اور دیانت سے کام لینا جائز نہیں سمجھا گیا کیونکہ حضرت ایک طرف رسالہ بغرض ریویو پیش کرنا اور دوسری طرف قدم اٹھانے سے منع کرنا

یہ خالی چالاکی ہے جو بیدار سے خالی دوپہنچ گئی۔ پر عمل ہو رہا ہے۔ اگر حق اور حقیقت کی غرض ہے تو پھر اس کے کیا معنے کہ کوئی مرید قلم نہ اٹھائے۔ مگر اس **بزدلی** اور کمزوری کی بھی داد دینی چاہئے۔ لیکن بائبل بک سوسائٹی کے ممبر یاد رکھیں کہ جب اس رسالہ پر ریویو ہوگا تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ واقعی **مسیح موعود**

کے پاس دجال کو ہلاک کرنیکا ایک ہی حربہ کاری ہے

ضرورت امام پر بحث کرتے ہوئے فاضل سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ نظام ظاہری کے قیام و بقا کے لئے حکیم خالق نے ایسا رکھا ہے اور انسانی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ کوئی کتنا ہی اپنے تئیں دور کھینچو کتنی ہی آزادی جتائے پھر بھی اوسکو ایک حکمران یا سرپرست سے چارہ نہیں ہو کوئی کیٹی کوئی مجلس کوئی کونسل کوئی پارلیمنٹ ایسی نظر نہیں پڑتی جسمیں ایک میر مجلس یا پریذیڈنٹ نہ ہو کوئی گھر نہیں جس کا انتظام طبعاً ولازماً اس امر کا متقاضی نہیں ہوتا کہ کوئی ذی اختیار و ذی اقتدار آدمی اس میں سرپرست ہو جو سب کو ایک جتھے میں قائم رکھے اور مختلف خیالات و جذبات کو روک تھام کر ایک سلسلہ انتظامیہ میں منسلک کر دے۔ غرضیکہ انسانی فطرت کے مطالعہ سے صاف ثابت ہے کہ جسطرح انسان کو انتظام ظاہری کے لئے اس سے بے نیازی نہیں کہ وہ ایک خاص حکمران یا سرپرست اپنے لئے مقرر کرے جو متفرق خیالات کو جمع کرے مختلف جذبات کو متحد کرے اس کل کو عمدہ اسلوب اور احسن نظام پر چلائے اسی طرح روحانی حکومت اور باطنی نظام کے لئے بھی ایک خاص فرد ہونا لازمی اور ضروری ہے جسکو ظاہری حاکم یعنے بادشاہ کے مقابل امام کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔

ہمارے عزیز بھائی رحمت علی

ہاسپٹل اسسٹنٹ شہید ہو گئے

اللھم یا ارحم الراحمین ارحمہ وارضہ

کئی دنوں سے ہم اخبار میں اس خبر کے انتظار نے شہید مذکور کے دوستوں اور رشتہ داروں کو سخت دل تنگ کر رکھا تھا اور وہ امید و بیم کی حالت میں اس خبر کے صدق وکذب کی تحقیق میں مصروف تھے۔ مگر ما رہتا اسید کی طرف زیادہ تر میلان تھا۔

آج ہمارے عزیز دوست سید جلال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ بچارج سوانی سابیری

برا ساحل لینڈ کے خط سے سید کی کہ بالکل لوٹ گئی اور جانے والوں کو اس بات پر یقین کرنے کا ناگوار اور تلخ پیالہ پینا پڑا ہے کہ اس بوم شوم کی دی ہوئی خبر درست تھی۔

سید جلال صاحب کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ ایک کافر منت سنگل ڈرویش کے ہاتھ سے شہید ہوئے جب کہ اس کے زخموں کو ڈریس کر رہے تھے۔ مفصل کیفیت جو ہمیں تفصیل طلب قلوب کی پیاس کو بجھا سکتی ہے سید صاحب موصوف خبروں کے مطلع کی تاریکی یا شدت انتظار سے پیدا ہونے والی جلدی کے سبب سے تحریر نہیں کر سکے۔ امید ہے کہ ہمارے عزیز سید صاحب جسقدر ممکن ہو سکیگا۔ ہمارے اس انتظار اور قلق کے رفع کرنے کیلئے تابمقدور کوشش کرینگے۔

شہید کی زندگی اگرچہ اسقدر مختصر ہو کر طفولیت اور ناسمجھی کی عمر کی جوانی کے جوشوں کے وقت کو اگر اس میں سے منہا کر دیا جائے تو بہت ہی کم وہ حصہ رہ جاتا ہے جسے دنیا کے پر آشوب اور پر فتن اور پر امتحان میدان میں تنگ ہو کر دیکھا وقت کہا جاتا ہے۔ مگر ۲۰ یا ۲۲ برس کی تھوڑی سی زندگی میں ان سے وہ کام ظہور میں آئے جو بڑی لمبی عمر اور دراز مجاہدوں اور ریاضتوں کے بعد بھی بہت ہی تھوڑے لوگوں کے ہاتھوں سے نکلا کرتے ہیں۔ مرحوم مغفور پرلے درجے کے متقی تھے۔ انہیں جمعیت باطن۔ سکینت اور عدم اسید جو کی حاصل تھی کہ ان سے گہری واقفیت رکھنے والے ان کی ولایت کو صدق دل سے قائل ہیں۔

میں آغاز شباب میں جو جذبات اور شہوات کے خوفناک جوشوں کا زمانہ ہوتا ہے وہ مشرقی افریقہ میں کئی سال تک رہے۔ تنخواہ معقول بچوں کی آزادی۔ نہ بزرگوں کا سایہ سر پر۔ نہ اقربا کی رعب ناک تصویر آنکھوں کے سامنے۔ ایسے اوقات اور ایسے میدانوں میں جہاں بہتوں نے جان اور ایمان سے ہاتھ خالی کر دیئے۔ جہاں اکثر آب آتشین کی پر زور رو کے آگے بہہ نکل کر عدم کے سمندر میں جا پہنچے اور بہتیرے دوسرے رنگوں کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر نقد جان و ایمان کھو بیٹھے وہاں ہمارے پیارے اور مانوس رحمت علی نے زہد۔ ورع۔ تقویٰ۔ طہارت اور ایمان باللہ کا وہ نمونہ دکھایا جو ہم سلسلہ احمدیہ کے بزرگ اور مشہور راستبازوں اور گذشتہ پاکبازوں کے سوا کسی مذہب اور مشرب بر نا او پر میں نہیں پاتے ان کی پاک اور متقیانہ زندگی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جہاں جہاں وہ رہے محض انکی چال چلن کو دیکھ کر بہت سے لوگوں نے خدا تعالیٰ کے سچے خلیفہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو شناخت کر لیا۔ یہ بالکل صحیح اور حق بات ہے کہ رحمت علی مصفا آئینہ تھے حضرت مرسل اللہ علیہ السلام کے چہرہ مبارک کے دیدار کیلئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

حضرت علیؓ کو کہ ایک دل ہی تیرے ذریعہ سے اگر ہدایت پا جائے تو تجھے سرخ اونٹوں سے بہتر خیال کرنا چاہئے۔ مغفور رحمت علی کے ہاتھ سے بہت سی جانیں اس لعنت ابدی سے بچ گئیں۔ جو مسیح موعود مہدی علیہ السلام کے انکار اور کفر کے سبب نازل ہوتی ہے۔ میری طرف کئی دوستوں نے خطوط میں لکھا ہے کہ رحمت علی کے طفیل سے اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت نصیب ہوئی کہ ہم سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے یہ بات صحیح ہے کہ بعض فطرتوں میں اللہ کیطرف سے وہ مادہ جذب رکھا ہوتا ہے جو انبیاء و مامورین کی جبلت میں مفطور ہوتا ہے۔ وہ جہاں ہوتے ہیں۔ اکیلے اور مہجور رہ نہیں سکتے۔ وہ ضرور ایک جماعت بنا لیتے ہیں۔ وہ اس قندیل کیطرح ہوتے ہیں جو موسم برسات میں روشن کیے ہزاروں پروانے ادہر ادہر سے اسکے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ ہمارے عزیز مرحوم رحمت علی ایسے لوگوں میں سے ایک ہیں۔ یہی قوت جذب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھی۔ اس مقدس جماعت نے دلوں کو اپنے تقوے کے جذب سے مسخر کیا۔ عجیب بات ہے کہ جس قوم کی سرزمین پر ان کی قاہر اور منصور و مظفر تلوار چلی اور ان کے تختوں کو انہوں نے تختہ کر دیا وہی قومیں ان کی راستبازی کی شمشیر مصدر سے قائل اور گرویدہ ہو گئیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ دنیا کی دوسرے فاتح قوموں کی تاریخ میں اس کی نظیر موجود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اور ہمارے سلسلہ احمدیہ کے منجانب اللہ ہونے کی بین نظیر و دلیل ہے کہ اسطرح کی قوت قدسی ہماری جماعت کے اکثر احباب میں پائی جاتی ہے۔ بہتوں نے ان کے ناصحوں پر ان کے سیرت کے مطالعہ کے بعد اپنی ناپاک زندگی سے توبہ کی اور پکے تائب اور متقی بن گئے۔

خدا تعالیٰ نے جس قوم کو ترقی دینا چاہا ہے ان میں تقویٰ اور ابدی زندگی کے موجبات اور اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ بڑا قوی سبب اور موجب جو درحقیقت تمام مختلف اسباب کا مجموعہ ہے تقوے ہے۔ اصل یہی برگزیدہ جماعت کو جسے خدا نے دنیا کیلئے اسوہ بنانا تھا اپنی بزرگ کتاب میں بار بار یہی فرمایا کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ تمام قرآن شریف تقوے کی تاکید سے بھرا ہوا ہے۔ آخر کار وہ تقوے ہی کی بدولت ان تمام دشمنوں پر غالب آگئے جو اپنی بدکاریوں اور ریاکاریوں کی بدولت خدا تعالیٰ کی نظر میں مقہور اور مغضوب ٹھہر چکے تھے۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے رسول احمد نبی کو صلوات اللہ علیہ وسلامہ یہی ارادہ ظاہر کیا ہے کہ اپنی جماعت کو تقوے سے [illegible] اور تقوے کی تاکید کر اس لئے کہ

اس مبارک وعدہ۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ تقوے کی شرط سے مشروط ہے۔

ہماری جماعت کے نوجوانوں کے لئے ڈاکٹر رحمت علی شہید زندہ سبق چھوڑ گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ منہ کی چالاکیوں اور لفاظیوں کا شیدا و شیفتہ نہیں ہوتا اس کی لطیف نگاہ دلوں کی تہ تک جاتی ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اس کا دل اس جان گداز فکر سے خالی نہ ہو کہ اب تک اس نے تقوے طہارت سے کہاں تک حصہ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے انفاس کو کہاں تک قوۃ قدسی اور پاک جذب سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ وہ اس غم سے پگھلتا رہے کہ کب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہداء علی الناس اور خیر امت ہونے کے مستحق ہوں گے اور کب وہ وقت ہوگا کہ اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی شیریں آواز سنیں گے۔ مومن کا جوانمردانہ حال بہت ہوتا ہے۔ چھلکے پر قناعت کرنا اور محض خشک لفظوں پر ناز کرنا پست ہمت مجہولوں کا کام ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ پیارے رحمت علی کا آخری خط جو میرے نام آیا شائع کروں اس سے ان کے اخلاص اور توجہ کا ثبوت ملتا ہے جو انہیں خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی شاخوں کی طرف تھی اور نیز یہ خط ان کی آخری یادگار کی حیثیت میں ”زخم زدہ“ دلوں کی تسکین کا موجب ہوگا اس کے بعد دوسرا خط سید جلال صاحب کا ہے جس میں وہ شہید کی طرز شہادت اور سیرت پر گفتگو کرتے اور چاہتے ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ حضرت شہید کی سیرت سے حصہ بخشے۔ میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوان سید صاحب کی دعا اور آواز کو سنے اور آرزو کو پورا کرے۔

آخر میں میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رحمت علی کی والدہ ضعیفہ اور ان کی بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

(آمین) عاجز عبدالکریم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

مخدوم کرم بندہ حضرت مولوی صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کل الحکم کے ذریعہ مدرسہ کے متعلق حضرت رسالت مآب کا حکم عالی پہنچا جس کے پہنچنے سے بدن کانپ اٹھا۔ میں بھی ان بدبختوں میں سے ہوں جو بسبب چند مشکلات انجمن کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جو بیان کر سکے اپنا مقرر کردہ ماہوار چندہ برابر نہیں بھیجتا رہا۔ اس لئے حضور کی خدمت عالی میں یہی عرض ہے کہ جناب اس نابکار کو براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ سکول و کالج میں سنہ ۱۹۰۳ء و سنہ ۱۹۰۴ء میں میری طرف کس قدر روپیہ بقایا ہے تاکہ جو کمی ہے وہ جس وقت موقعہ ملے پوری کر سکوں۔ میری طرف سے پانچ روپیہ ماہوار کے حساب سے دو سال میں ایک سو بیس روپیہ ہونے چاہئیں۔ میں وقتاً فوقتاً کچھ روپیہ بھیجتا رہا ہوں جس کا حساب میرے پاس نہیں اس لئے آپ اگر حساب سے اطلاع بخش سکیں تو ایک سو بیس میں سے جو کمی ہو وہ پوری کر دی جاوے۔

آخر دسمبر میں بعض لڑائی پر جانا ہے اس دفعہ ایک سخت فیصلہ کن جنگ کی امید ہے ملا یہاں سے مع ایک تقریباً کئی ہزار فوج کے ہمراہ پڑا ہے۔

خاکسار رحمت علی ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء

مذکورہ بالا خط مرحوم کیطرف سے مولوی عبدالکریم صاحب کے نام تھا۔

ذیل کا خط سید جلال صاحب کیطرف سے مولوی صاحب موصوف کے نام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہے تاثیروں کے نشان کیسے کیسے

مخدومی و معظمی جناب مولانا مولوی صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اس جان گداز و جگر پاش واقعہ کو تحریر میں لا کر قلم آگے تحریر کو جاری نہیں دیتی ہر لفظ پر قلم رک جاتی ہے۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہیں۔ وہ خبر یہ ہے کہ ...... ڈاکٹروں نے تحریر فرمایا ہے کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب خدا مغفرت کرے مورخہ ۱۰ جنوری کی لڑائی میں جبکہ وہ دشمنوں کے زخمیوں کو بطور ہمدردی ڈریس کر رہے تھے۔ ایک ظالم مجروح نے ایک بھالہ ان کی چھاتی میں گھسیڑ دیا اور اس طرح سے اس نونہال احمدی اور مولیٰ کو ہم سے جدائی ڈال دی۔ ڈاکٹر رحمت علی کو شائد جماعت احمدیہ کے کل بھائی جانتے ہیں۔ چنانچہ جماعت افریقہ تو ان کو ان کے تعلق سے بھی زیادہ عزیز جانتے تھے۔ کیونکہ اس دور دراز ملک میں انہوں نے ہی پہلے ہماری احمدی جماعت کا بیج بویا۔ یہاں بھائی کی طفیل سے جماعت احمدی کھڑی ہوئی ان کی بردباری حلیم مزاجی۔ خشیت اللہ وغیرہ ہر ایک ان سے سن آدمیوں کے لئے ایک نمونہ تھی۔ باوجود واقعی تکالیف لڑائی کے وہ اپنے آقا کے حکم بجا لانے اور خطوط کا جواب دینے اور اپنے حکم خدا کے بجا لانے میں کبھی طبیعت میں کسل نہ لاتے تھے۔

وہ شخص خدا کے توسط تھا اور اس کے دل میں تمنا تھی کہ کوئی درخت اسلام کا پھول بالا دیکھے جنکا بیج بذریعہ ہمارے [illegible] اب ہو گیا تھا لیکن افسوس کہ [illegible] عمر نے وفا نہ کی اور تمام امیدیں سینہ میں رہ گئے۔ خدا ان کو غریق رحمت فرماوے اور ان کے عزیز و اقربا اور جماعت احمدی کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ یہ بھی شہزادہ عبداللطیف کی طرح شہید ہوئے کیونکہ دشمن کے زخمیوں کو بطور ہمدردی اسلامی ڈریس کرنے لگے اور مارے گئے۔

میں کل جماعت احمدی کی خدمت میں عموماً اور حضور اقدس اپنے آقا مہدی و مسیح کی خدمت میں خصوصاً ملتمس ہوں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جاوے یہاں ہم پڑھ بیٹھے اور دعا کر بیٹھے۔

میں اپنے آقا سے ملتمس ہوں کہ کوئی دعا فرماویں کہ ظالم ملا کا خاتمہ ہو جس نے ایسی قیمتی جان کو تلف کیا ہے۔

نیز ان کے جملہ اسباب و صندوق میرے پاس ہیں۔ اور کتب بھی میرے پاس موجود ہیں۔ براہ مہربانی ان کے بھائی صاحب اور ان کے ورثاء سے دریافت کیا جائے کہ ان کی بابت کیا کروں میں انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندگی ایک سال بعد واپس آؤں گا اگر کہیں تو ہمراہ لے آؤں۔ یا کچھ اور بندوبست کروں۔ ملتمس ہوں کہ بذریعہ اخبار البدر و الحکم مطلع کیا جاوے۔ کل خط و کتابت بندہ کے نام پر ہو

(احقر سید جلال ہاسپٹل اسسٹنٹ صومالی ہسپتال بربرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم۔

کرمی معظمی جناب اخویم محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میں بھائی رحمت علی مرحوم کی وفات کی شورش جان گداز خبر نہایت رنج و الم کی حالت میں آپ کو سناتا ہوں۔ کاش کہ اس کی بجائے اور خبر سناتا ہوتا۔ وہ نوجوان حامی نور قلب سے معمور دین کا سخت دلسوز اور جان توڑ کوشش کرنیوالا تھا۔ ان کے حسن کرام کو کہاں تک بیان کروں۔ کسی کے قرضہ میں بطور ہمدردی اشتہار دینے میں شریک ہوتے کسی کے نام اخبار جاری کرانے۔ کتب دینے کسی کو نقد روپیہ دینے میں۔ کسی سے جوانمردانہ بحث کرنے میں اور جس جگہ گئے ہر دلعزیزی پیدا کی یہاں تک ان کا اندرونی تقوے مشہور تھا۔ کہ صومالی اکثر نماز کے پابند ہیں لیکن ان کو اور و بعض ملاء کا لقب ...... اگلی ان لڑائی کی تکالیف میں نماز کی پابندی کی وجہ سے ورد رکھا تھا اور وہ صومالیوں میں اسی نام سے مشہور تھے ایک دفعہ ان کے افسر کپتان ڈاکٹر مارسکلے نے ایک دفعہ ان کو کہا کہ اگر ہم اتنی عبادت کریں تو بہشت میں جانے کیلئے خدا کی اجازت بھی نہ مانگیں وہ ڈاکٹر صاحب کشف بھی تھے عرصہ پہلے سے اکثر بھی خواب میں آجاتی تھیں بعض اوقات انہوں نے پہلے سے کہہ رکھا تھا کہ یہ امر مجھکو خواب میں ایسا دکھایا گیا۔ وہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ ابھی قریب کا ذکر ہے شائد ان کی وفات سے کوئی ۱۵ ایام پہلے کہ مجھکو لکھا کہ تھا سکھر میں میں نے خواب میں لڑائی کو مجھ کو دیکھا ہے چنانچہ اس کے چند یوم بعد ایسا ہی ہوا کہ مع [illegible]

۱۴ جنوری کو میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور میں نے اُن کو خبر بھی دی لیکن مجھکو معلوم نہیں کہ وہ خط اُن کو ملا یا نہیں کیونکہ اُن کی شہادت ۱۵ جنوری کو ہوئی۔

انا للہ مرنے کے پہلے بھی خلق اللہ سے ہمدردی کا ثبوت دے گئے کہ دشمن جیسے ملاؤں کو زخمیوں کو درست کرنے لگے اسی مردود مجروح نے اپنا بھالا اُن کو زور سے مارا کہ فوراً شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا اُن کو غریق رحمت کرے۔ اور ظالم کو جزا دے۔ یہاں کل افریقہ میں جماعت احمدی کی انہوں نے ہی تخم ریزی کی ہے وہ جاتے یہاں کی قلیل جماعت کا سرشتہ اب ہم بے سروپا ہو گئے۔

زیادہ تحریر کرنے میں دل شق ہوتا ہے میں نہیں جانتا کہ آپ لوگوں کو اور ان کے بھی رشتہ داروں کو اور ان کی بیوہ شدہ کو کیا رنج ہوگا۔ اور کس طرح سے اس صدمہ کو برداشت کر سکیں گے۔ آپ سبکو بذریعہ اخبار ملاقات تسلی دیں۔ میں نے قبل ازیں ایک خط مختصر جلدی میں اطلاعی طور پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کو لکھا ہے۔ اُن کا تمام اسباب خانگی کس لکھا ہے وغیرہ سب میرے پاس پڑے ہیں بذریعہ اخبار مشتہر فرماویں کہ میں اُن کے جملہ اسباب کی بابت کیا تجویز کروں سب خط وکتابت میرے نام پر ہو۔ حضرت اقدس کی خدمت میں یہ التماس عرض فرماویں کہ دعا فرماویں کہ ہم سے کوئی صاحب اس قابل ہو جاوے کہ اُن کی طرح دوسروں کیلئے زندہ نمونہ ہو سکے۔ بندہ سخت گنہگار ہے اور خواہاں ہے کہ خاص توجہ سے بندہ کے حق میں دعا فرماویں ابھی تک نماز بھی نہیں پڑھی۔

ان مذہبی دلسوزی کا مادہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ نجات ابدی کے واسطے مجھے یہ فائدہ نہیں دے سکتا۔ بہر کیف مجھکو اپنی عاقبت کے بخیر ہونے کیلئے حضرت اقدس مسیح و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی از حد ضرورت ہے۔ میں اپنے گناہوں کی شرم کے سبب خود خط نہیں لکھ سکتا۔ آپ خود مہربانی کرکے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے ذکر فرماویں کہ کسی طرح بندہ مرحوم کی طرح قوت قلب سے ملزوم ہو جاوے۔

سب اصحاب احمدی کی خدمت میں سلام اور باقی اصحاب احمدی جو لڑائی میں شامل ہیں ان کی خیر و عافیت کے لئے دعا کیجاوے۔

احقر سید جلال احمدی ہاسپٹل اسسٹنٹ
انچارج ڈسپنسری بربرا صومالی لینڈ بربرا۔
(از البدر)

حضرت مسیح موعود اور پایونیر

(نمبر ۱۴)

گزشتہ تین نمبروں میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ پایونیر کا یہ کہنا کہ یہاں ذرا سی بھی مذہبی تحریک ایسی ہے جیسے بن میں چنگاری۔ بالکل عیسائی مشنریوں کے حسب حال ہے اور اس کے بجز مصداق ہی پیرمعنی ہے میں ہم نے واقعات کی بنا پر عیسائی مصنفوں کی تحریروں اور سب سے بڑھ کر خود پایونیر کے کالموں سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد پایونیر لکھتا ہے کہ یہ بات صرف سرحد اور وہاں خاص لوگوں ہی میں نہیں پائی جاتی بلکہ عام ہے جو سوڈان صومال۔ اور سرحدی فرقوں کی زندہ مثالیں موجود ہیں۔ پایونیر اس فقرہ سے یہی ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مذہبی تحریک ہی ان شورشوں اور شورہ پشتیوں کا باعث ہوئی ہے جو آئے دن سرحد پر ہوتے رہتے ہیں یا سوڈان یا سالی لینڈ میں جنکا ظہور ہوا ہے۔

ہم اس بات کے ماننے کے واسطے طیار نہیں ہیں کہ حقیقی مذہب کی تحریک سے ایسا ہوتا ہو بلکہ ایک غلط فہمی اور غلط کاری ہے جو ان شورشوں کی تہ میں کام کر رہی ہے اور جہاں تک ہمارا خیال ہے ہم اس کے بانی اور باعث بھی ان مشنریوں کو ہی سمجھتے ہیں اور ہم کو اس امر کے اعتراف سے بھی کوئی شرم نہیں کہ بعض نادان اور خام خیال ملانوں نے بھی اصول مذہب کی ناواقفی کی وجہ سے جہاد کو سمجھا اور جائز قرار دے رکھا ہے۔ یہ ایک غلطی ہے جو عام مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے اور اسی کی اصلاح کیلئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آیا ہے تاکہ وہ امن اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کرے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ سرحد پر خیالات خام جہاد کے پھیلے ہوئے ہیں اور وہ مذہب کی آڑ میں خون ناحق کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر اس خون ناحق کے بعض نادان مولوی اور مفتری مشنری ذمہ وار ہیں + جاہل مولویوں نے جہاد کی حقیقی فلاسفی کو نہیں سمجھا اور عام لوٹ مار اور قتل انسان کا نام جہاد رکھ لیا۔ انھوں نے تو جہاد کا مفہوم غلط سمجھا۔ برخلاف اسکے پادریوں نے سرحدی جاہلوں اور تند خو لوگوں کو برافروختہ کر دیا۔ کیونکہ انھوں نے جہاں انگریزی فارسی واردو اور پشتو میں ہزاروں کتابیں رسالے اور اشتہار اسلام کے خلاف شائع کیے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی اور قرآن کریم پر حملے کیے وہاں انھوں نے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے بعض رسالوں میں جو پنجاب وہندوستان اور سرحدی علاقوں میں شائع کیے گئے) یہ بھی شائع کیا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے ہی کا نام اسلام ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرحدی شوریدہ پشت دیوانوں نے جہاد کی رٹ کو اچھال پالیں مولویوں کی غلط فہمی اور پادریوں کا افترا ایک سے اُن کے جوش بڑھ گئے اور انھوں نے وہ حرکات سرزد ہوئیں جواب اسلام پر بدنما داغ لگانے کے لیے مخالف پیش کرتے ہیں۔ پس ہم اس امر کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ ان غلط خیالات کی اشاعت سے سرحد کے پرجوش دیوانوں پر بڑا اثر پڑا ہے اور ملک کی حالت اس مخدوش حالت تک پہنچی ہے۔ لیکن ہم یہ ماننے کو طیار نہیں ہیں کہ مذہبی تحریک اسکی محرک ہے بلکہ اسکے ذمہ دار

یا تو میڈ ملا ہیں اور یا مفتری مشنری

اور ملک میں امن اور صلاحیت کے خیال کو مدنظر رکھ کے لیے **گورنمنٹ** کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ پادریوں کی ان تمام اور ناپاک اور بیہودہ اور دل آزار تصنیفات کے ذخیرہ کو تلف کر دے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے اور **پایونیر** جو ایسا علانیہ کہ مذہبی تحریک کو اسکا ذمہ وار قرار دیتا ہے مشنریوں کو اسکا ذمہ وار قرار دے اور اسکو زور آور کالموں میں گورنمنٹ کو متوجہ کرنا چاہیے کہ یہی لوگ ہیں جو غلط اور بیہودہ اعتراض کرکے مسلمانوں کے دلوں کو رنج پہنچاتے اور انکو جہاد کی یاد دہانی کرتے رہتے ہیں

یہ ہمارا اپنا ہی خیال اور رائے نہیں ہے بلکہ اس رائے کو ہندوؤں کے علاوہ بعض متین عیسائیوں نے بھی قبول کیا ہے چنانچہ ذیل میں ہم بعض معزز ہندو سکھ اور عیسائی اخبار کی رائیں پادریوں کی بعض تصنیفات پر درج کرتے ہیں۔ جو ہمارے لائق **پایونیر بہادر** کے غور سے پڑھنے کے قابل ہیں اور

وہ یہ ہیں

رائے ہندو پرکاش امرتسر وآفتاب پنجاب لاہور کہ ان دونوں اخباروں کے مالک اہل ہنود ہیں

چونکہ پادری عماد الدین صاحب امرتسر میں پادری کا کام کرتے ہیں وہیں کے اخبار ہندو پرکاش جلد ۲ نمبر ۴ مطبوعہ ۱۲ اکتوبر [illegible] صفحہ ۱۰ و ۱۱ میں جو امرتسر کے اہل ہنود کا جاری ہے لکھا ہے کہ پادری عماد الدین امرتسری کی تصنیفات تاریخ محمدی وغیرہ (وغیرہ سے مراد ہدایت المسلمین) کیا اُس کتاب سے سوزش انگیزی میں کمتر نہیں کہ جس نے بمبئی کے مسلمانوں اور پارسیوں کے صدہا سالہ اتفاق اور محبت کو نفاق اور عداوت سے مبدل کر دیا اور دونوں کو یک لخت ہلاکت کا منہ دکھایا گیا پادری صاحب کی تصانیف یعنی تاریخ محمدی اور ہدایت المسلمین اور تفسیر مکاشفات امن عامہ کے خلل اندازی میں کچھ بے نام نہیں پنجابی مسلمان مفلس کم ہمت اور اکثر جاہل ہیں یا وہ انکو سمجھتے نہیں اور صرف مسلمانوں کا انگریزی گورنمنٹ سے دل پھاڑنے کی علت غائی پر تصنیف کی گئی ہیں اگر بفرض محال وہ سارے الزامات سچے بھی سمجھے جائیں تاہم ہمارے پادری صاحب کے کام تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۴ کے اعتراض سے محفوظ نہیں کیونکہ اسمیں ہر ایسے فعل کا رفاہ عام کی سلطنت سے ہونا مستثنیٰ کے لیے مقرر ہے۔ مندرجہ بالا فقرے ہم نے اخبار آفتاب پنجاب جلد ۲ نمبر ۹۴ سے انتخاب کیے ہیں جس بنا پر اخبار مذکور کے اڈیٹر صاحب نے وہ تمام مضمون لکھا ہے ہم اُس سے صرف مقتبس فقرہ کی نسبت اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں اور جو شکایت صاحب موصوف پادری عماد الدین کی تصنیفات کے بابت کرتے ہیں بلحاظ ملکی مصلحتوں کے ہم اتنا زیادہ کہتے ہیں کہ انکی تصانیف جسکا حوالہ اوپر درج ہے **بلاشبہ امن میں خلل پڑ سکتا ہے** اور وہ کچھ عجیب ڈھنگ سے مرتب ہوئے ہیں کہ جنکو فی الجملہ **شرارت انگیز بلکہ شرر خیز کہنا ذرا بھی غیر حق بات نہیں**

ایسے ایسے ملکی شور وشر کے حق میں جو ایسی مشتعل کتابوں سے پیدا ہو سکتا ہے بقول وقائع نگار ممدوح کے سرکار کیطرف سے مناسب انتظام لابدی ہے۔ ہم بتلا سکتے ہیں کہ دانشمند گورنمنٹ نے ایسے معاملات میں دخل دیا ہے چنانچہ ابھی ہندوستان کے اندر لارڈ ولزلے صاحب سابق گورنر جنرل نے ۱۸۰۲ء میں ہندوؤں کی رسم جل پرواہ کو گنگا میں بند کر دیا اور ۱۸۲۹ء کے اندر لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل نے ستی کی قدیم رسم کو قانوناً مرتب کرکے موقوف کروا دیا۔ گورنمنٹ اس بات کو معلوم کرے کہ کیوں ہندوستان کے مسیحی مصنفوں میں سے تمام لوگ پادری عماد الدین کو ہی انگشت نما کرتے ہیں اسکی یہ وجہ ہے کہ وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ میری تالیفات سے **عام لوگ مذہبی ولولہ میں آکر اور حرارت سے مغلوب ہو کر بے اعتدالیاں کریں اور سرکار میں مفسد شمار ہو جاویں۔** ہم نے سُنا ہے کہ پنجاب ریلجیس سوسائٹی کی پبلشنگ کمیٹی نے شورش انگیز کتاب کے دوسرے حصہ کو اسی واسطے

نامنظور کیا ہے کہ اُس میں پہلے حصے سے زیادہ دلکش باتیں درج ہیں اگر یہ بات سچ ہے تو بہت خوب کیا" انتہیٰ تمام ہوئی عبارت ہندو پرکاش کی۔

پادری صاحبوں کے **شمس الاخبار لکھنؤ** مطبوعہ امریکن مشن پریس ۵۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء نمبر ۱۵ جلد ۷ باہتمام پادری کریون صاحب صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ نیاز نامہ جس کے مصنف صفدر علی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اسسٹنٹ کمشنر ضلع ساگر ملک متوسط میں عماد الدین کی تصنیفات کی مانند لغو نہیں کہ جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں اور

اگر ۱۸۵۷ء کے مانند پھر غدر ہوا تو اسی شخص کی بدزبانیوں اور بیہودگیوں سے ہوگا۔ جب اُسکو باہر سیندہ روپے کو بھی کوئی نہ پوچھے اور مشن میں ۷۰ ستر روپے ماہواری اور کوٹھی جس کے احاطہ کے اندر چاہیں تو تیل نکالنے کا کولھو بھی بنالیں۔ ایسے لالچیوں کو کیا کہنا چاہیے۔ انتہیٰ۔ (باقی آئندہ)

مسئلہ جہاد پر گفتگو

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود امام زمان علیہ السلام کی مخالفت جو اکثر نافہم مسلمان کر رہے ہیں اُسکی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ حضرت اقدس اُن کے خیالی جہاد کی مخالفت میں اپنی تعلیم بیان کرتے ہیں۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی فطرت میں گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی اور وفاداری موجود ہے اور انھوں نے کوئی ایک بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جبکہ انھوں نے جہاد کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش نہ کی ہو جو مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض پرانے فیشن کے علماء کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی تعلیم اور شرائط بیعت میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو شامل کیا ہے گورنمنٹ برطانیہ سے **جہاد کا خیال** بھی ایک ناقابل عفو گناہ ہے اور ہم اپنے ہادی کی تعلیم کے مطابق گورنمنٹ برطانیہ کو اولوالامر میں داخل کرتے ہیں اور اس اولوالامر کی اطاعت بھی خدا کا حکم سمجھکر کرتے ہیں۔ بیشک یہ

گورنمنٹ اسی قابل ہے کہ اسکو ہم بجائے مہربان والدہ کے خیال کریں۔ ہمارا جان و مال ہماری عزت جس خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کردی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی کہ ہم ان سچی اور پاک ہدایتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کرسکیں اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارا خون حلال جانتے ہیں اور ہمارے مال و اسباب تک کو چھین لینے میں ثواب سمجھتے ہیں۔ میں آج جہاد پر گفتگو کروں گا کیونکہ ہمارا فرض ہے کہ اس غلط فہمی کو جو اکثر مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے ہمیشہ دور کرتا رہوں اور گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیرخواہی لوگوں کے دلوں میں جتاؤں میں جہاد پر پوری بحث کروں گا جس سے معلوم ہوجائے گا کہ ہرگز ہرگز گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیے

اے مسلمانو تم گورنمنٹ برطانیہ سے کیوں جہاد کرو ؟ کیا اولوالامر اور مہربان ماں سے بھی جہاد جائز ہے ؟ کیا تم خدا کے ان احسانوں کو بھی بھول گئے جو اس نے گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ سے تم پر کیے ہیں ؟ پنجاب کی کیا حالت تھی وہاں کے مسلمانوں کو خدا نے کس کے ذریعہ سے آزادی دلوائی ؟ مرہٹوں کی سختی اور ظلم سے کس کے ذریعہ چھٹکارا ملا۔ یہ موجودہ مذہبی آزادی تمھیں کس سے ملی؟ کیا تم ان احسانوں کو اتنا جلد بھول جاؤگے! افسوس ایسی حالت میں جہاد کا خیال شرم! شرم!! شرم!!! اور مسیح موعود کو تو ایسے وقت میں آنا ہی تھا کہ جہاد کرنے کی ضرورت ہی نہ ہووے۔ جب ہی تو ایسی گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں ہم مسلمانوں کو پیدا کیا اور ہمیں مسیح موعود بھی مبعوث ہو کے

میرے مخالفو! تم یہ کیا کہتے ہو کہ مسیح موعود جہاد کیوں نہیں کرتا ؟ وہ جہاد کرے تو کس سے کرے ؟ میں تو کوئی وجہ نہیں پاتا کہ جس سے مسیح موعود کو کسی سے عموماً اور گورنمنٹ برطانیہ سے خصوصاً جہاد کرنا ضروری ہو۔ بلکہ اگر وہ جہاد کرنے کا خیال بھی کریں تو وہ گنہگار ہوں گے کیونکہ حدیث میں اُن کے لیے یضع الحرب وغیرہ ورد آچکا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ مامور من اللہ وحشیوں کی طرح بغیر وجہ لوٹتا پھرے اور آخر مارا جائے یا فتحمند ہو ؟ بھائیو! اسلامی جہاد کا حکم بلاوجہ نہیں ہوا بلکہ جب ہزاروں طرح کی تکلیفیں آنحضرت کو اور مسلمانوں کو پہونچ چکی تھیں تو محض امن قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کو تلوار اٹھانے کا حکم ہوا تھا تو کیا اس گورنمنٹ برطانیہ نے امن قائم رکھنے میں کسی طرح کی کسر باقی رکھی ہے جو مسیح موعود یا کسی مسلمان کو جہاد کا اعلان دینے کی ضرورت پیش آوے ؟

ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس گورنمنٹ نے امن کا وہ نمونہ دکھلایا ہے کہ جسکی مثال ابتدائے دنیا سے آجتک ملنا ناممکن ہے اور نہ اس سے بڑھ کر امن کیحالت عقل تجویز کرسکتی ہے۔ تو پھر کوئی دیوانہ ہوا ہے جو جہاد کرنے کے لیے آوٹھے۔ اور اگر یہ کہو کہ اسلام پھیلانے کے لیے تو یہ ناجائز ہے اس سے لازم آتا ہے کہ اسلام میں بزور شمشیر مذہب منوایا جاتا ہے اور یہ محض جھوٹا الزام ہے۔ اور ہمکو ایسی باتوں سے بچنا چاہیے۔ اسلام میں ہرگز ہرگز زبردستی مذہب پھیلانے کا حکم نہیں ہے۔ سنو! اور غور سے سنو۔

(۱) اگر اسلام میں بزور شمشیر زبردستی مذہب منوانے کا حکم ہوتا تو خدا یہ الفاظ نہ کہتا کہ "دین میں زبردستی نہیں" اور یہ کہ "تو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فروں پر جبر کرنے والا نہیں" اور یہ کہ "خدا کے راستہ پر حکمت اور وعظ اور اچھی نصیحت سے بلا" یہ نہیں کہ زبردستی بزور شمشیر اور یہ کہ "تو ان پر کروڑہ نہیں" اور "تجکو سوائے حکم کے پہونچا دینے کے اور کوئی کام نہیں"۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اسلام میں زبردستی مذہب منوانے کا حکم نہیں۔ اگر حکم ہوتا تو خدا اسکے خلاف کیوں فرماتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ مکہ میں مصلحت وقت کے لیے حکم ہوا تھا لیکن جب آپ مدینہ میں آئے تو یہ حکم جاتا رہا اور قتال کا حکم آیا۔ اس سے بڑھکر اسلام پر اتہام نہیں ہوسکتا۔ خدا کا حکم نہ ہوا کسی دغاباز گورنمنٹ کی پالیسی ہوئی یا تمھارے جیسے کجرو کے دل کا کھوٹ کہ جب مکہ میں کمزوری دیکھی تو یہ پٹی پڑھائی کہ نہیں ہم لڑائی نہیں چاہتا میں صلح کے ذریعہ سے اسلام پھیلاتا ہوں اور اسلام میں زبردستی نہیں (اور دل میں یہ تھا کہ اچھا یارو ذرا مدینہ تو جانے دو پھر دیکھنا میں تمھاری کیسی خبر لیتا ہوں) اور جب مدینہ آئے تو سارے قول و قرار بھول گئے اور لگے مار دھاڑ کرنے کہ مسلمان ہوجاؤ نہیں تو تمھاری جان اور عزت کی خیر نہیں۔ خیر اس کا بھی جواب دیتا ہوں دیکھکر غور کرو۔

اول تو یہ کہ اُنھیں سورتوں میں سے جن کی آیتوں کا ترجمہ میں نے لکھا ہے سورۃ یونس اور سورہ بقرہ ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بجز نئی قوت ہوگئی تھی۔ انھیں سورتوں میں حکم ہے "وما علی الرسول الا البلاغ المبین" ترجمہ اور پیغمبر کا حکم پہونچا دینے کے سوا اور کچھ

بھی نہیں (سورۃ یونس) اور لا اکراہ فی الدین دین کے باب میں کسی قسم کی زبردستی نہیں (سورۃ بقرہ) اور اسکے نازل ہونے کا شان نزول بھی دیکھلو۔

شام سے ایک عیسائی پادری مدینہ میں آیا اور ایک صحابی کے دو لڑکے اُس کی صحبت میں آنے جانے لگے آخر وہ عیسائی دونوں لڑکوں کو بھگا کر شام کو لیگیا۔ اُن صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ اگر حکم ہو تو میں اُن لڑکوں کو زبردستی واپس لے آؤں تو یہ آیت اتری لا اکراہ فی الدین۔ اب کہو اس سے بڑھکر اور کیا آزادی مذہب کی دلیل ہوگی کہ مسلمانوں کے لڑکے عیسائی ہوجائیں اور اس کا باپ انکو لانے کی اجازت چاہے اور خدا فرماوے کہ لا اکراہ فی الدین۔

مخالفو! دیکھو اسکو بھی اپنے منافقانہ خیال سے پالیسی نہ بنادینا واتقوا اللہ دوسرے یہ کہ خدا کے احکام جو بطور اصل اصول کے نازل ہوئے ہیں وہ جگہ کی تبدیلی یا قوت اور ضعف کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوسکتے۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ زبردستی کسیکو مسلمان نہیں کیا جاسکتا پس جب آنحضرت مکہ میں تھے اُسوقت بھی کوئی شخص زبردستی مسلمان نہیں ہوسکتا تھا اور جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو لڑائی کا حکم ہوا مگر وہ لڑائیاں لوگوں کو زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لیے نہ تھیں بلکہ امن قائم کرنے کے لیے تھیں جنکو ہم آگے چلکر بتفصیل بیان کریں گے۔

اور علاوہ اس کے کسی کا یہ کہنا کہ یہ سب اُسوقت کا حکم ہے جبکہ مسلمان کمزور تھے مگر پھر جب قوت ہوگئی تو آیت قتال زبردستی مذہب قبول کرانے کے لیے نازل ہوئی۔ تو اس سے قرآن مجید میں مخالفت لازم آتی ہے سخدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے افلا یتدبرون القرآن و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا تو کیا یہ قرآن کے مطالب میں غور نہیں کرتے کہ اہیں سرمو فرق نہیں اور اگر قرآن خدا کے سوا کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ اختلاف بتانا گویا دوسرے لفظوں میں قرآن کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ انھیں اندھوں کے لیے یتدبرون القرآن آیا ہے۔

باقی آئندہ

اقتباس

جزائر فلپائن کے حالات

فلپائن میں ہسپانی پادریوں کے شیطانی کام

مخدومی و مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار۔ ادھر پہلے خط میں فلپائن کے تاریخی حالات سے بہت سے ضروری واقعات رہ گئے تھے۔ اس لیے اب وہ لکھنا چاہتا ہوں۔

جب اہل سپین نے شمالی فلپائن کے باشندوں کو بزور شمشیر مشرک اور خنزیر خور بنایا۔ اور زمانہ گزرنے پر نئی پشتوں نے کیتھولک مذہب کو اپنا موروثی مذہب خیال کیا۔ اور قدرتی محبت پیدا ہوئی۔ تو پادری صاحبان نے عیسائی مذہب کے مخفیہ راز اور اسرار بتانے پر کمر باندھی۔ گناہوں کی قیمتیں مقرر کیں۔ اور ایک محکمہ روحانی ٹیکس کا بنایا۔ سب سے بڑے گنہگار کے تمام گناہ ساٹھ ڈالر ادا کرنے پر معاف کیے جاتے تھے۔ اور بہشت کی راہداری ملجاتی تھی۔

اس ٹیکس کا نام سپینش زبان میں

تلفظ ادیباگرے گوریاذ سیتا پیوس پارا دیال سیلو لاس آلمس (ترجمہ) دعائے مقبول ساٹھ ڈالر ہے۔ واسطے بھیجنے بہشت میں ارواح کو۔ جو مالدار یہ ٹیکس ادا کر سکتے تھے۔ اُن کو کسی گناہ کے کرنے میں ڈر نہیں تھا۔ پادری صاحبان ساٹھ ڈالر کے بہشت کی رسید حوالے کرتے تھے۔ حضرت عیسٰے کے ایجنٹوں کی حیثیت سے یہ صاحبان تین سو برس سے زیادہ عرصے تک یہ ٹیکس وصول کرتے رہے۔ ہر سال لاکھوں آدمی یہ ٹیکس ادا کرتے تھے۔ اور یہ طریقہ ۱۸۹۸ء تک برابر جاری رہا۔ جس کا نتیجہ آج میں چشم خود دیکھ رہا ہوں کہ فلپائن کا زرخیز رقبہ اور شہروں کے عالی اور وسیع مکانات پادریوں کے پاس ہیں۔

گزشتہ سال آنریبل ولیم ٹافٹ گورنر جزائر فلپائن شہر روم (اٹلی) کو گیا تھا۔ تاکہ پوپ صاحب روم سے وہ جائداد وغیرہ منقولہ۔ جو باشندگان فلپائن نے ان جزائر میں پوپ صاحب کے نام کر دی تھی۔ خرید لے۔ لیکن پوپ صاحب نے منظور نہیں کیا۔

جب کوئی مرتا تھا۔ تو اُس کے پسماندگان گرجا کے ٹیکس ادا کیے بغیر اُس کو دفن نہیں کر سکتے تھے۔ اور جب کبھی کسی نے انکار کیا۔ تو وہ اُسی وقت گورنمنٹ سے پکڑوا کر بندوق کا نشانہ بنایا گیا۔

بہت سے آدمی بھولے مین جکڑوا دیئے

مردوں کے ٹیکس ادا کرنے کے جرم میں نشانہ بندوق بنائے گئے ہیں۔

یہ پادری صاحبان جیسا ہیں اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ عورتوں کو بغیر نکاح اور کسی عہد و پیمان کے استعمال کرتے تھے۔ جس کے ثبوت میں تمام فلپائن کی گواہی کے علاوہ میں اپنا ذاتی مشاہدہ پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ ہزاروں ورغلے بے پدر پھرتے نظر آتے ہیں جن سے پوچھتا ہوں۔ کہ تمہارا باپ کون تھا۔ تو جواب دیتے ہیں کہ (اسپانیول فرائیلے) یعنی ہسپانیہ کا پادری۔ پادری صاحبان نے اس کثرت سے تخم ریزی کی ہے کہ جن کو اب جہازوں کے اسباب اتارنے اور چڑھانے کے سوا کوئی اور وجہ معاش حاصل نہیں۔

پادری صاحبان نے جو عیش ان جزائر میں کیا۔ وہ نہ تو کسی دولتمند نے کیا ہو گا۔ اور نہ صاحب تخت و سلطنت نے شادی کرنے سے پہلے جب تک جوان عورت کو دو تین رات گرجے کے پُراسرار کمروں میں روحانی تعلیم نہ دیجاتی تھی شادی ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ کوئی ان قواعد پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ اور جب کبھی کسی نے کیا۔ تو وہ اُسی وقت عدم کو روانہ کیا گیا۔

زمانہ سلطنت سپین کو چھوڑ کر ایک تازہ واقعہ عہد امریکہ کا بیان کرتا ہوں۔ جس کو کہ ابھی دو برس پورے نہیں ہوئے۔ البرائیلو جزائر بزا میں ایک شہر ہے۔ وہاں کے ایک گرجے میں اتوار کے دن ایک خوبصورت جوان عورت پادری صاحب کی نگاہ پڑی۔ تمام مردوں اور عورتوں سے روحانی اور آسمانی راز پوچھتے پوچھتے جب اس جوان عورت کی باری آئی۔ تو پادری صاحب نے کہا کہ تمہارے بارے میں روح القدس کا منتظر ہوں کیونکہ تمہارے نصیب میں کچھ بھید کی الٹرائی ہے ذرا صبر کرو۔ غرضیکہ تمام لوگ رخصت ہو گئے اور مذکورہ بالا عورت پادری صاحب کے اشارے کے مطابق پیچھے رہ گئی۔ گرجہ خالی ہوتے ہی پادری صاحب نے عورت کو پاس بلا کر کہا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارے پیٹ میں کیا ہے؟ عورت بولی "نہیں"۔ پادری صاحب نے کہا کہ مجھکو روح القدس کی قوت سے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پیٹ میں ایک لڑکی ہے جس کے کان نہیں ہیں۔ اور جب وہ پیدا ہو گی۔ تو بغیر کان کے ہو گی۔ یہ خوف عورت نہایت پریشان ہوئی اور رونے لگی کہ میری لڑکی تو بہت بدصورت معلوم ہوتی ہو گی۔ پادری صاحب نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے۔ لیکن مجھکو اس کا علاج معلوم ہے۔ یہ کمی عیسٰے مسیح کے خون سے پوری ہو سکتی ہے۔ جو تمہارے پیٹ کے اندر پہنچایا جائے۔ عورت بولی مسیح کا خون کسطرح ملے گا اور کس طرح میرے پیٹ کے اندر پہنچایا جائیگا۔ پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں مسیح کا خون (آسمان) اُس نے مجھ کو بخشا ہے۔ اور میں تمکو چاہتا ہوں۔ عورت نے منت و زاری شروع کی کہ جس طرح ہو سکے۔ مجھکو تھوڑا خون دے دو۔ پادری صاحب نے کہا کہ مسیح کا خون تو میں کسیطرح بھی دینا نہیں چاہتا۔

لیکن غریبوں کی امداد کی بھی بائبل میں تاکید ہوئی ہے اس لئے میں از راہ غریب نوازی تھوڑا سا خون تمہارے اندر پہنچاؤں گا۔ بیچاری جوان عورت نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد پادری صاحب اپنے پُراسرار اور روح القدس سے بھرے ہوئے کمرے میں اس خوبصورت جوان عورت کو لے گئے۔ اور کمبخت نے بجائے عیسٰی کے خون کے اپنی شہوت کا شکار بنایا۔ اور فارغ ہو کر عورت کو نہایت تسلی دے دی کہ اب کان ٹھیک ہو جائینگے۔ اور جب تم دوسرے اتوار کو آؤ۔ تو میں پھر تھوڑا سا خون ڈال دونگا۔ اور پھر تم بالکل بے فکر ہو۔ پادری صاحب کی اس گفتگو پر عورت تسلی پا کر گھر چلی گئی۔ لیکن سادہ مزاج عورت نے بالکل پردہ نہیں رکھا۔ اور جب شوہر گھر آیا۔ ذکر جا کے اسرار اور پادری صاحب کی کرامات کا قصہ مفصل کہہ سنایا جوں ہی شوہر نے سنا آگ ہو گیا اور ایک بڑی چھری لے کر گرجا پہنچا اور اُسی وقت پادری صاحب کا کام تمام کیا۔ پولیس نے گرفتار کیا۔ اور مقدمہ عدالت میں پیش ہوا لیکن امریکن جج نے پہلی ہی پیشی میں شوہر کو بالکل بری کر دیا۔

پادری صاحبان نے حتی الوسع اہل فلپائن کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ جس سے وہ نیک و بد میں تمیز کر سکیں یا کچھ زمانہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو جائیں چنانچہ ان لوگوں کو جغرافیہ۔ تاریخ وغیرہ علوم سے بالکل خبر نہیں ہے۔ اور خیال کرتے ہیں کہ جزائر فلپائن ایک بہت وسیع براعظم ہے۔ اور جزائر فلپائن اور چین کے سوا باقی تمام دنیا کو یورپ سمجھتے ہیں۔ ہسپانیہ کے پادریوں نے تین سو برس تک ان بیچاروں کو ایسے خیالات کا بنائے رکھا۔ جو کہ وہ اپنی مطلب براری کے واسطے کافی سمجھتے تھے۔ ان دوران تاریکی میں بہت سے نوجوان برائے تحصیل علم ہسپانیہ (یورپ) چلے گئے۔ لیکن ان کو وہاں بھی پہلی کا بیل بنایا گیا۔ اور مذہبی تعلیم کے سوا کچھ نہیں پڑھایا گیا۔ ان میں سے معدودے چند نے جو دیگر ممالک یورپ میں تعلیم پائی۔ تو کچھ بصیرت کی آنکھیں ہو گئیں اور واپس فلپائن آکر پادری صاحبان کی کارروائیوں پر نکتہ چینی کرنے لگے جن کو یکے بعد دیگرے راہی ظلمات عدم کیا گیا۔

پادری صاحبان کی کرامات اور مکاشفات کی داستانیں اتنی ہیں کہ ایک بڑی کتاب میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ پھر اس مختصر رقعہ میں کسطرح بیان کیجا سکتی ہیں۔ لیکن جو کچھ لکھا گیا۔ اس کو مشتے نمونہ از خروارے سمجھ کر اندازہ لگانا چاہیئے۔

اگر کسی کو میری اس تحریر میں کچھ مبالغہ یا افترا معلوم ہوتا ہو۔ تو وہ ڈاکٹر ہوسے رسال کی کتاب جو سپینش زبان میں ہے لو انگریزی میں بھی اسکا ترجمہ ہوا ہے۔ مطالعہ کرے اس کتاب کا نام

اور انگریزی میں بھی یہی نام ہے۔ یہ کتاب جزائر فلپائن کے شہر منیلا اور ایلوائیلو میں امریکن بک سوسائٹی سے

مل سکتی ہے۔ قیمت ۵ ڈالر یعنی روپیہ ہے۔

ڈاکٹر ہوسے رسال جزائر فلپائن کا باشندہ تھا جس نے فرانس اور جرمنی میں تعلیم پائی تھی۔ اور میڈیکل علوم میں بہت لیاقت رکھتا تھا۔ مدت دراز کے بعد جب واپس فلپائن پہنچا تو پادریوں کی کارروائیوں کی تفصیل میں یہ کتاب لکھی۔ ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے کہ مجھکو بحیثیت ایک ڈاکٹر ہونے کے بہت سے پادری صاحبان کے علاج کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر پادری صاحبان کے آلات تناسل میں فرق آگیا ہے۔ اور نیچرل ساخت میں بہت تغیر واقع ہوا ہے۔ جس کی وجہ پادری صاحبان کا دیسی (یعنی فلپائن کے باشندوں کی) نوجوان باکرہ لڑکیوں سے کثرت جماع ہے کیونکہ ہر ایک گرجا کے پادری صاحب کو سال میں سیکڑوں خوبصورت باکرہ دیسی عورتوں کا نکاح کروانا ہوتا ہے۔ اور شادی سے پہلے کئی راتیں عورت کو گرجا کے تنہا اور پُراسرار کمروں میں روحانی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور اس روحانی تعلیم کے ساتھ پادری صاحب کچھ جسمانی تعلیم بھی دیتا ہے۔ جس کے ثبوت میں بیشمار لڑکیوں کی شہادتیں اور میں اپنا ڈاکٹری مشاہدہ پیش کرتا ہوں۔ اس قسم کی سیکڑوں باتیں بتائیں اور ہر ایک کو پایہ ثبوت تک پہنچایا۔ یہ کتاب گورنمنٹ کے خلاف نہیں تھی۔ صرف پادریوں کے مضر تھی۔ پادریوں نے سپینش گورنمنٹ سے ڈاکٹر مذکور کو پکڑوا کر اس نکتہ چینی کے پاداش میں ۱۸۹۶ء میں توپ کو بندوق کا نشانہ بنوا دیا۔ ڈاکٹر مذکور کی موت قوم کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ دوسرے سال بیچ میں امریکہ نے آکر ان کو اہل سپین کے جور و ستم سے سبکدوش کیا۔ اب ڈاکٹر مذکور کے جمہوری فنڈ میں کئی ملین ڈالر جمع ہوا ہے اور اس کی موت کی تاریخ کو سرکاری طور پر تعطیل کا روز مقرر کیا گیا ہے اور اس کا فوٹو امریکن گورنمنٹ نے نوٹ پر چھپوایا ہے۔

پادری صاحبان کے علاوہ باقی اہل سپین کا آرڈر اسطرح تھا کہ کوئی باشندہ فلپائن یورپی لباس نہ پہنے اور نہ یورپین دستور اور روش اختیار کرے۔ جب کبھی کسی دیسی نے بوٹ اور کالر وغیرہ پہنے۔ تو اس کی خوب گت بنائی۔ اور کہا کیا تم یورپین ہو۔ جو یہ لباس پہنتے ہو۔ وہ بیچارہ یہ یقین کر لیتا تھا کہ میرا مذہب تو پہلے ایشیاٹک تھا۔ تو پھر کیوں آپ لوگوں نے جبراً چھوڑا دیا۔ اور یورپی مذاہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ غرضیکہ عیسٰے کے وارثوں نے جو کچھ ان جزائر میں کیا ہے۔ وہ عیسائی بزرگی اور عیسائی تعلیم کی برکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنے نامی اخبار کے ذریعہ تمام مسلمانوں کو جان کی عیسائی اقوام کی کرتوت اور عیسائی خانقاہوں کے اسرار سے۔ جو اس خط میں لکھے گئے ہیں۔ واقف کریں گے۔

یہ ہے ہسپانی عیسائی مذہب اور یہ ہیں اس کی پوشیدہ راز ہیں اور یہی ہے اسکی حقیقت اور انجام۔ میں اپنے آئندہ خطوط میں جزائر فلپائن اور ...